نورالتفسیر

(پارۂ عم کا ترجمہ وتفسیر)

محمد فرمان ندوی

(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

ناشر

مکتبۂ ایمان، لکھنؤ

طبع چہارم

۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲ء

نام کتاب	:	نورالتفسیر (جزء عم کا ترجمہ وتفسیر)
مصنف	:	محمد فرمان ندوی
صفحات	:	۱۲۸
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۷۰/روپئے

ملنے کے پتے:

۱۔ مکتبہ ندویہ، ندوہ، لکھنؤ

۲۔ مکتبہ شباب، ندوہ روڈ، لکھنؤ

۳۔ مدرسہ نورالعلوم مدھولیا، نول پراسی

۴۔ مدرسہ دارالکتاب والسنہ، سورج پورہ

عن عثمان بن عفان رضی اللّٰه عنه قال:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

فہرست

دیباچہ طبع چہارم	۶
مقدمہ حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی	۷
پیش لفظ جناب مولانا مبارک حسین ندویؒ	۱۰
عرض مرتب	۱۱
قرآن اور تفسیر قرآن	۱۳
سورة الفاتحة	۱۶
سورة الناس	۲۰
سورة الفلق	۲۲
سورة الاخلاص	۲۵
سورة المسد	۲۷
سورة النصر	۲۹
سورة الکافرون	۳۱
سورة الکوثر	۳۴
سورة الماعون	۳۶
سورة قریش	۳۸
سورة الفیل	۳۹
سورة الهمزة	۴۱
سورة العصر	۴۳
سورة التکاثر	۴۵
سورة القارعة	۴۷

سورة العاديات	۴۹
سورة الزلزال	۵۱
سورةالبينة	۵۳
سورة القدر	۵۶
سورة العلق	۵۸
سورة التين	۶۱
سورة الشرح	۶۳
سورة الضحىٰ	۶۵
سورة الليل	۶۷
سورة الشمس	۷۰
سورة البلد	۷۲
سورة الفجر	۷۵
سورة الغاشية	۷۹
سورة الأعلىٰ	۸۲
سورة الطارق	۸۶
سورة البروج	۸۹
سورة الانشقاق	۹۵
سورة المطففين	۹۸
سورة الانفطار	۱۰۳
سورة التكوير	۱۰۷
سورة عبس	۱۱۱
سورة النازعات	۱۱۶
سورة النبأ	۱۲۳

دیباچہ طبع چہارم

الحمد لله ربّ العالمين ، والصلاة والسلام على سيّد الأنبياء وإمام المرسلين محمد وعلى آله و صحبه أجمعين، أما بعد:

ایک زمانہ سے احساس تھا کہ نماز میں جو سورتیں عام طور پر پڑھی جاتی ہیں، ان کا ترجمہ وتفسیر اگر عوام وخواص کے سامنے آجائے اور الگ رسالہ کی شکل میں بھی ان کو شائع کردیا جائے تو نماز کی ادائیگی میں خاص روح پیدا ہو جائے گی۔ بحمد اللہ ۲۰۱۳ء میں اس سلسلہ کا ایک رسالہ نور التفسیر کے نام سے شائع ہوا، جو قرآن کریم کے آخری پارے کے نصف آخر سے متعلق تھا، ماشاء اللہ اس کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں اور وہ عوام، خاص طور سے بچے اور بچیوں کے لئے مفید ثابت ہوا۔

پیش نظر رسالہ مکمل پارۂ عم کے ترجمہ وتفسیر پر مشتمل ہے، جس میں سورۃ الفاتحہ سے سورۃ النبأ تک کی سورتوں کا ترجمہ اور عام فہم تفسیر پیش کی گئی ہے، سوشل میڈیا پر ابنائے نور العلوم مدھولیا کے نام سے ایک گروپ قائم کیا گیا تو ترجمہ وتفسیر کا کام میرے حوالہ کیا گیا، اس عمل میں تسلسل کی برکت سے نصف اوّل کی تفسیر بھی تیار ہوگئی، اب مکمل آخری پارے کی تفسیر نذر قارئین ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

راقم الحروف

محمد فرمان ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۳/ ربیع الأوّل ۱۴۴۴ھ

۹/ اکتوبر ۲۰۲۲ء

مقدمہ

بقلم: جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ العالی
(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، مدیر البعث الاسلامی لکھنؤ)

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على محمد صلى الله عليه وعلىٰ آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين. أمابعد :

قرآن کریم اسلامی تعلیمات اور اسلامی ثقافت کا اولین سرچشمہ ہے، یہ کتاب ہدایت ہے، تمام عقائد اور تصورات اور اخلاقی قدریں اور پیمانے، اسی طرح عبادات اور اعمال وآداب، قوانین شریعت، طریقۂ زندگی اور اسلامی شعار، ان تمام حقائق کا بنیادی تعلق قرآن کریم سے ہے، یہ وہ صحیفۂ آسمانی ہے جو ناسخ ملل ومذاہب ہے، اس کے بعد نہ کسی کتاب یا صحیفے کی ضرورت ہے اور نہ کسی ایسے رہبر اصول کی احتیاج باقی رہتی ہے جس کے بغیر زندگی کامیابی اور سعادت سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم اپنی ہمہ گیر خصوصیت کی بنیاد پر، پوری انسانیت اور پوری دنیا کی ایک دائمی کتاب ہے: ان هو الا ذكر للعالمين (تکویر : ٢٦) پس یہ تو دنیا جہان والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے. اسی طرح قرآن کی ہمہ گیری یہ بھی ہے کہ وہ صرف عقل یا صرف قلب کو مخاطب کرنے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ وہ پورے انسانی وجود، اس کے وجدان کو، اسکے ضمیر کو، اسکی روح کو، اس کے جسم کو اس کے حواس کو اسی طرح مخاطب کرتا ہے جس طرح عقل اور قلب کو۔

قرآن کریم کی پہلی اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے، اور ہر طرح کے انسانی علم وتخیل کی آمیزش سے پاک اور منزہ ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کے ناقل اور حضرت محمد ﷺ اس کے حامل وحافظ اور اس کے شارح ہیں۔

دوسری خصوصیت اس کا خلود ودوام ہے، یہ کسی خاص قوم یا نسل، یا زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو نبی آخرالزماں پر نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے وہ قائم ودائم ہے، اور روشنی کا عظیم الشان مینار ہے، اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے:" انا نحن نزلنا الذكر ، وانا له لحافظون "(الحجر: ٩) (اور ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں)۔

تیسری اہم خصوصیت اسکی ہمہ گیریت ہے، چنانچہ یہ ہر زمانے کی کتاب ہونے کے ساتھ دین اسلام کی ایک مکمل اور جامع کتاب ہے، اسکے سامنے نہ کسی کتاب کی کوئی ضرورت ہے اور نہ اس کا قائم رہنا ممکن ہے، یہ کتاب زمانے پر حاوی ہے، ہر مذہب اور امت کے لئے بالکل کافی وشافی ہے، اور مضامین کے لحاظ سے بھی ہمہ گیر ہے، انسانی ہدایت وضرورت کی کوئی بات یا مضمون نہیں ہے جو اس میں موجود نہ ہو، عقیدے سے لیکر معاشرہ کے حالات اور خاندان کے تعلقات تک اس کتاب میں بہ تفصیل موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن روئے زمین پر اللہ کا خوان نعمت ہے، تو اس سے خوب فیض اٹھاؤ۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج (خوشبودار پودہ) کی سی ہے، اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ، اور جو مؤمن قرآن نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں، مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں، اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

قرآن کے سلسلے میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ ہمیں قرآن کریم کے مکمل حفظ کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور اگر مکمل حفظ کا اہتمام مشکل ہو تو بقدر استطاعت ایک معتد بہ حصہ ضرور ہمارے سینوں میں محفوظ ہونا چاہیے، تاکہ اس کے نور اور اس کی برکت سے ہم ہر موقع پر رہنمائی حاصل کرسکیں، اس لئے کہ قرآن دراصل ایک عظیم الشان سرچشمۂ زندگی ہے، اس کی روانی اور شیرینی کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ کی تلاوت کا اہتمام کریں اور غور وفکر کا کوئی گوشہ چھوڑے بغیر ہم اسکے معانی ومفاہیم، اسکی ہدایات وتعلیمات کو اور اس کے حقائق واسرار، اس کے لطائف ورموز کو ممکن حدتک سمجھنے کی پوری کوشش کریں، اس کے ساتھ قرآن کریم کی صحیح قرأت اور اصول تجوید کے مطابق اس کی تلاوت کا زبردست اہتمام کریں۔

میرے لئے انتہائی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ یہ رسالہ ''نورالتفسیر'' ہمارے دارالعلوم کے استاذ اور قرآن کریم سے شغف رکھنے والے محبّ عزیز مولانا محمد فرمان ندوی سلمہ اللہ تعالی نے مرتب کیا ہے، اور قرآن کریم کے آخری تیس پارے کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر کی ہے، اور جابجا ان کی فضیلت بھی بیان کیا ہے، اس طرح یہ رسالہ نہ صرف کم عمر نوجوانوں اور بچوں کے لئے مفید اور قرآن مجید سے لگاؤ پیدا کرنے کے لئے ایک تحفہ ہے، بلکہ تعلیم یافتہ طبقے کے لئے بھی اس میں ایک دینی غذا اور قرآنی لذت موجود ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرما کر سب کے لئے نافع بنادیں۔ (آمین)

راقم الحروف

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

(مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

۳/۲/۱۴۳۵ھ

۷/۱۲/۲۰۱۳ء

پیش لفظ

جناب مولانا مبارک حسین ندویؒ

سابق ناظم مدرسہ نورالعلوم، ملحقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد:

قرآن کریم اللہ تعالی کی عظیم کتاب ہے، اللہ تعالی نے اس کو انسانیت کے لئے دستور بنا کر اتارا، یہ کتاب تا قیامت رہنے والی ہے، اس سے پہلے بھی کئی کتابیں اتاری گئیں، لیکن ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی گئی تھی، اسی وجہ سے وہ کتابیں اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہیں، قرآن جب نازل ہوا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی، قرآن کریم میں ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (ہم ہی نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔

حفاظت قرآن کی متنوع صورتیں اللہ تعالی کی طرف سے حاملین اسلام کو بتائی گئیں: قرأت، ترجمہ، تفسیر، نحو وصرف وغیرہ فنون کو اس کی حفاظت ہی کے لئے مدون کیا گیا۔

علمائے اسلام نے پورے قرآن کے متعدد ترجمے کئے ہیں، لیکن پیش نظر رسالہ ان سورتوں کے ترجمہ سے متعلق ہے جو نمازوں میں کثرت سے پڑھی جاتی ہیں، اگر مکتب یا ثانوی درجات کے طلباء نیز عوام الناس ان سورتوں کو ترجمہ کے ساتھ یاد کرلیں، تو نمازوں میں إن شاء اللہ لطف آنے لگے گا، اور قرآن کریم کے حوالہ سے جو کام کرنے کی توفیق ملے گی، اس میں ان کا کلیدی حصہ ہوگا۔

یہ رسالہ بقامت کہتر لیکن بقیمت بہتر کا عمدہ نمونہ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کو قبول عام عطا فرمائیں، اور مرتب کو مزید توفیقات سے نوازیں۔

مبارک حسین ندوی

(۱/۱/۱۴۳۵ھ)

عرض مرتب

الحمد للہ کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی أما بعد:

اللہ تعالی نے انسانی زندگی کو صحیح سمت سفر دینے کے لئے قرآن کو ایک رہنما کی حیثیت سے اتارا ہے، قرآن کریم ایک معجزہ ہے، جس کا ظاہر بھی معجزہ اور باطن بھی، الفاظ وترتیب بھی، اور معنی ومفہوم بھی، جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کو لاٹھی معجزہ کے طور پر ملی تھی، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو یہ معجزہ دیا گیا، اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ برابر انسانیت کی دستگیری کرتا رہے گا۔

قرآن کریم عملی زندگی کی کتاب ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے امت نے اسکی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا، ترجمہ وتفسیر کے ذریعہ اس کی باتوں کو عوام الناس تک پہونچایا، اس طرح فن تفسیر کا ایک عظیم کتب خانہ تیار ہوگیا، قرآن کریم کے بے شمار پہلوؤں پر کام ہوا ہے، اس کے باوجود اس کی جدت پر کہنگی کا اثر نہیں، اور نہ اس کے عجائبات ختم ہورہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ مکاتب اور ثانوی وحفظ درجات واسکولوں کے طلباء، اور عوام الناس کے لئے مرتب کیا گیا ہے، تاکہ ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ترجمہ اور معنی ان

کو معلوم ہوں، اور نماز ودیگر مواقع پر ان سے استفادہ کرسکیں، مدرسہ نور العلوم جو راقم الحروف کا مادر علمی ہے، نے نور التجوید، نور الحدیث، اور نور الدعاء کے نام سے طلبائے مدارس کے لئے کئی کتابیں تیار کرانے کا اہتمام کیا ہے، یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو ''نور التفسیر'' کے نام سے شائع ہورہا ہے، کیونکہ اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ تفسیر میں اس طرح کا رسالہ مرتب کیا جائے۔

اللہ تعالی کی توفیق سے رمضان ۱۴۳۴ھ میں ان سورتوں کا درس دینے کا خوشگوار موقع ہاتھ آیا، عزیز مکرم محمد سعید خان کی اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی رہی، بحمد اللہ خال معظم جناب مولانا مبارک حسین ندوی کی توجہ خاص سے اس رسالہ کو مرتب کیا گیا۔

اللہ تعالی اس رسالہ کو قبول فرمائیں، اور نفع عام کا ذریعہ بنائیں۔

محمد فرمان ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

(۱ر محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ر نومبر ۲۰۱۳ء)

قرآن اور تفسیر قرآن

قرآن کی تعریف:

قرآن وہ کلام ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت محمد ﷺ پر ۲۳ سال میں نازل ہوا۔

تلاوت قرآن کی فضیلت:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے "إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُور"۔ (جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے مال کو خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی نفع بخش تجارت کر رہے ہیں، جس میں گھاٹا نہیں) (سورۂ فاطر:۲۹)

حدیث شریف میں آیا ہے: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : إقْرَؤُوا الْقُرْآنَ ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ .(رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔

قرآن کریم کے نمایاں بنیادی حقوق:

۱۔تلاوت کرنا ۲۔حفظ کرنا ۳۔سمجھنا ۴۔عمل کرنا ۵۔اس کی دعوت دینا

تلاوت قرآن کے آداب:

۱۔قرآن کریم کا احترام کرنا

۲۔باوضو قرآن کریم پڑھنا

۳۔تجوید کے ساتھ پڑھنا

۴۔تلاوت سے پہلے أعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھنا

۵۔پڑھنے کے وقت غور سے سننا

۶۔تدبر، غور وفکر کے لئے آیتوں کو بار بار دہرانا

قرآن کریم کے بارے میں چند اہم معلومات:

قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیتیں یہ ہیں: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۳) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵)

اور آخر میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے: وَاتَّقُوا يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ (بقرہ:۲۸۱)

مکی اور مدنی سورتوں کا مطلب:

جو سورتیں مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں، ان کو مکی سورت کہتے ہیں۔

اور جو مدینہ ہجرت کرنے کے بعد نازل ہوئیں، ان کو مدنی سورت کہتے ہیں۔

تدوین قرآن:

قرآن تین مرحلوں میں جمع کیا گیا :

۱۔عہد رسالت میں لکھنے اور یاد کرنے کے اعتبار سے اس کو جمع کیا گیا۔

۲۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک صحیفہ کی شکل میں جمع کیا گیا۔

۳۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اختلاف لہجات کی وجہ سے تمام نسخوں سے ایک نسخہ تیار کیا گیا، اور قریش کی لغت پر اس کو عام کیا گیا۔

تفسیر کے معنی : قرآن کریم کے معنی بیان کرنا۔

قرآن کریم کے پانچ علوم:

۱۔توحید، ۲۔قانون، ۳۔اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ، ۴۔موت اور موت کے بعد کے حالات کا تذکرہ، ۵۔گزشتہ قوموں کے واقعات کا تذکرہ۔

تفسیر کے لئے چند ضروری شرائط:

۱۔الفاظ قرآن کے معنی جاننا

۲۔ناسخ ومنسوخ کا علم

۳۔شان نزول کا علم

۴۔محکم ومتشابہ کا علم

قرآن کی تفسیر سب سے پہلے قرآن سے کی جائے گی، پھر حدیث شریف سے، پھر صحابہ کے اقوال سے، پھر تابعین کے اقوال سے، پھر متقدم عربوں کے کلام سے۔(۱)

---

(۱) عربی داں افراد کے لئے راقم کا ایک رسالہ ''الموجز فی اُصول التفسیر'' کے نام سے ہے، اسی رسالہ کے چند مباحث کو محمد شعبان متعلم عالیہ ثالثہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء نے تلخیص کر کے اس میں شامل کرنے کا مشورہ دیا۔

الفاتحة

الْحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(١) الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ(٢) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ(٣) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ(٤) اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ(٥) صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعمتَ عَلَيْهِمْ(٦) غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ(٧)

ترجمہ: اصل تعریف اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا پالن ہار ہے، بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستہ پر، جن پر تو نے انعام کیا ہے، ان لوگوں کے راستہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور وہ گمراہ ہوئے۔

فضیلت واہمیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں، جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی، نہ

انجیل میں، نہ زبور میں، اور نہ قرآن ہی میں، ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ ضرور مجھے وہ سورت بتادیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو، ابی بن کعبؓ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی، یہی وہ ''السبع المثانی والقرآن العظیم'' ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے، یعنی ہم نے تم کو سات آیتیں وظیفہ کے طور پر بار بار دہرائی جانے والی عطا کیں اور یہ سورت پورے قرآن کے مضامین پر حاوی ہے، اسی لئے اس کو ام القرآن کہا گیا ہے۔

امام قرطبیؒ نے فاتحہ کے بارہ نام گنائے ہیں:۔

ا۔صلاۃ (نماز)، ۲: الحمد (تعریف)، ۳: فاتحۃ الکتاب (آغاز کتاب)، ۴: ام الکتاب (اصل کتاب)، ۵: ام القرآن (اصل قرآن)، ۶: السبع المثانی (بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں)، ۷: رقیہ (آفتوں کو دور کرنے والی)، ۸: شفاء (نسخہ شفاء)، 9: اساس (بنیاد)، ۱۰: وافیہ (ضرورت پوری کرنے والی)، ۱۱: کافیہ (کفایت کرنے والی)، ۱۲: القرآن العظیم (عظیم قرآن)

یہ سورہ خلاصہ مضامین قرآن ہے، کیونکہ قرآن میں پانچ علوم ہیں۔

شروع کی تین آیتوں میں توحید، ایک آیت میں قانونی اور عبادتی نظام ہے، آخر کی تین آیتوں میں التجا اور فریاد ہے ان میں تذکیر کے تینوں پہلو ہیں، نعمتوں کی یاددہانی، آخرت کے حالات کی یاددہانی، واقعات انبیاء کی یاددہانی، اس سورت کے ذریعہ اللہ تعالی کو ایک ماننے، اس کی مکمل قدرت کو تسلیم کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی ساری کائنات کا مالک ہے، اس کا چلانے والا ہے، وہ دنیا میں ماننے والوں اور نہ ماننے والوں دونوں کو نوازتا ہے، لیکن آخرت میں اس کا انعام نیک بندوں کے ساتھ خاص ہوگا، قیامت ایک حقیقت ہے وہ ضرور آکر رہے گی، اس کا سارا نظام اللہ کے علم میں ہے۔

عبادت کرنے اور مدد مانگنے کے لائق صرف اسی کی ذات ہے، اسی وجہ سے بندہ کو یہ دعا سکھائی گئی کہ اے اللہ! ہم کو سیدھی راہ کی رہنمائی فرما، انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی راہ پر چلا، اور گمراہ قوموں یعنی یہود ونصاری کی طرح زندگی گزارنے سے ہماری حفاظت فرما۔

اس سورت میں مانگنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ کیسے اللہ سے مانگا جائے، پہلے تعریف کی جائے، پھر اس کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کیا جائے، پھر اس سے مانگا جائے۔

غرض یہ سورت ایسی ہے، جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ہر بیماری سے شفا ہے، یعنی اگر اس کو مریض یا کسی متأثر شخص پر پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک واقعہ میں سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کو شفا ملنے کا ذکر آیا ہے، تو اس شفایابی میں سورۂ فاتحہ کو پڑھ کر دم کرنے کا خاص طور پر ذکر ہے۔

سورۃ الناس

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ(١) مَلِكِ النَّاسِ(٢) إِلَـٰهِ النَّاسِ(٣) مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ(٤) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ(٥) مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ(٦)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے، میں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، اور انسانوں کے خدا کی پناہ چاہتا ہوں، پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے وسوسے کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنات میں سے یا انسانوں میں سے۔

سورت کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں، وہ ایسی بے مثال ہیں کہ ان کے مثل نہ کبھی دیکھی گئیں اور نہ سنی گئیں، وہ قل اعوذ برب الناس... ہے۔ (مسلم شریف)

یہ سورت اس لحاظ سے بے مثال ہے کہ اس میں شروع سے آخر تک تعوذ ہے یعنی اللہ کی پناہ لی گئی ہے۔

تفسیر:

یہ سورت ہم کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ ہم ہر چیز میں اللہ تعالی کو قادر مطلق تسلیم کریں، وہی لوگوں کو پالنے والا، ان پر حکومت کرنے والا اور ان کی ساری ضروریات کا مالک ہے، انسان اگر اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو تسلیم کرے تو تکلیف دینے والی مخلوقات سے اس کی حفاظت ہوگی، چاہے شیطان ہو جو ہروقت وسوسہ ڈالتا رہتا ہے، اور رب کا نام سن کر سکڑنے لگتا ہے، اور پیچھے ہٹتا ہے، یا انسانوں میں سے کوئی گمراہ کن فرد۔

سورۃ الفلق

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ(١) مِن شَرِّ مَا خَلَقَ(٢)وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ(٣) وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ(٤)وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (٥)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کے شر سے، اور تاریک رات کے شر سے جب وہ چھا جاتی ہے، اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

فضیلت:

١: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول ﷺ کے ساتھ جحفہ اور ابوا کے درمیان تھا (یہ دونوں مدینہ اور مکہ کے درمیان مشہور مقامات ہیں) اچانک سخت آندھی آ گئی، اور سخت اندھیرا چھا گیا، رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سورتیں (قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس) پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگے۔

(سنن ابی داؤد)

۲: بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے، جس طرح دعا کے وقت ملاتے ہیں، پھر ہاتھوں پر پھونکتے، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے، پھر جہاں تک ہوسکتا تھا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرہ مبارک اور جسم اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے، (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جاسکتے، وہاں تک پھیرتے) یہ تین دفعہ کرتے۔

تفسیر:

یہ سورت مکی ہے، ہر قسم کے شرور وفتن سے اس میں پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے، انسان جب اللہ تعالیٰ کو حقیقی معبود سمجھتا ہے، تو ہر مسئلہ میں اسی کا سہارا لیتا ہے، یہ سورت بتاتی ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات ایسی ہے جو بندہ کے لئے جائے پناہ ہے، وہی مشکلات کو دور کرنے والی ہے، یہ مشکلات چاہے زمین وآسمان کی مخلوقات کی طرف سے ہوں یا رات کی تاریکی میں پائے جانے والے شر سے متعلق ہوں، سحر وجادو کا ان میں دخل ہو یا حسد کرنے والوں کے حسد کا اثر ہو، غرض ہر قسم کی پریشانیوں کو دور کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی

ہے، اسی کی تعلیم دی گئی ہے، اور پانچوں آیتوں میں یہی مضامین دہرائے گئے ہیں، ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک جامع دعا سکھائی ہے، وہ یہ ہے، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اللہ تعالیٰ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر اس کا نام لیا جائے تو زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے)۔

سورۃ الإخلاص

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (۱) اللَّهُ الصَّمَدُ (۲) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ(۳) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَد(٤)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، (یعنی نہ وہ کسی کا باپ ہے، اور نہ کسی کا بیٹا) اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے۔

فضیلت:

۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قل ھو اللہ أحد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگئی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ: کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: جنت۔

۲: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قل ھو اللہ أحد تہائی قرآن کے برابر ہے، تو جس نے رات میں ایک بار سورۂ اخلاص پڑھ لی، اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا۔

شان نزول :

مشرکین نے کہا کہ محمد ﷺ اپنے رب کا نسب نامہ بیان کرو، تو اللہ تعالی نے یہ سورت نازل کی۔

تفسیر:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ اول ہے، اس سے پہلے کسی کا وجود نہیں، وہ آخر ہے اس کے بعد کچھ نہیں، وہ اپنی ذات میں تمام مخلوقات سے بے نیاز ہے، سارے بندے اس کے محتاج ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اول وآخر تمام انسان وجنات جمع ہوجائیں اور اللہ تعالی کو نقصان یا فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کی ملکیت میں ذرہ برابر تصرف نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ نسلی اور خاندانی طور پر نہ بیٹا رکھتے ہیں نہ باپ، اور سارے جہان میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔

یہ سورت توحید کے مضامین پر مشتمل ہے، اور توحید ایک تہائی قرآن ہے، اس لئے یہ سورت ایک تہائی قرآن کی مانند ہے۔

سورۃ المسد

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (١) مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (٢) سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ (٣) وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (٤) فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (٥)

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے، اور وہ برباد ہوا، اس کے کام نہ اس کا مال ہی آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ یقیناً ایک شعلہ والی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے، اسکے گلے میں خوب بٹی ہوئی رسی پڑی ہوگی۔

تفسیر:

ابولہب کا پورا نام: عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا، اس کا چہرہ سرخ تھا، اس لئے اس کا نام ابولہب تھا، بیوی کا نام: ام جمیل اُروی بنت حرب تھا، جو ابو سفیان کی بہن تھی۔

ابولہب کو ہلاک کیا گیا تھا، کیونکہ وہ رسول ﷺ کا مخالف تھا، اس کی بیوی اس کی معاون تھی، بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آیت ’’وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ‘‘ نازل ہوئی تو حضور ﷺ صفا پر آئے اور یا صباحاہ (ہوشیار ہو جاؤ، ہوشیار ہو جاؤ) کہا، پھر کہا کہ اے بنی

فلاں، اے بنی فلاں۔

اگر میں تم سے کہوں کہ ایک لشکر پہاڑ کے پیچھے ہے، وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا ہماری تصدیق کروگے، لوگوں نے کہا کہ آپ تو سچے ہیں، ہم نے جھوٹ کا کبھی تجربہ نہیں کیا، تو فرمایا: میں تم کو ایک دردناک عذاب سے ڈرانے والا ہوں، ابو لہب نے کہا: تَبّاً لَكَ، أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا (أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا) (تمہارے لئے بربادی ہو، کیا اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا) اور کھڑا ہوا، اور چلا گیا، چنانچہ یہ سورت نازل ہوئی۔

یہ سورت دشمنان اسلام کے لئے تازیانۂ عبرت ہے، ابولہب نے محمد ﷺ پر طنز کیا، اور ان کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالی نے اس کو ملعون قرار دیا، اور اس سے متعلق ایک سورت نازل کی، جس میں کہا گیا ہے کہ ابولہب کی قسمت خراب ہوئی، اور وہ دنیا وآخرت میں برباد ہوا، اس بربادی سے اس کو نہ اس کا مال بچا سکا نہ اس کی کمائی، وہ جہنم کی آگ میں جلے گا، اس کی بیوی بھی اسی کے ساتھ ہوگی، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی راہوں میں کانٹے بچھاتی تھی، اس کے گلے میں دنیاوی ہار کے بدلے ایک موٹی رسی پڑی ہوگی۔

اس طرح جتنے بھی دشمنان اسلام ہیں، ان کے لئے اللہ رب العزت نے متنوع سزائیں تجویز کی ہیں، ہمیں شریعت کے سلسلہ میں باغیانہ تیور اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

سورة النصر

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (١)وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي
دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجاً (٢) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابا(٣)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے ہوئے دیکھیں، تو آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے، اور اس سے مغفرت طلب کیجئے، یقیناً وہ تو توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فضیلت واہمیت:

اس سورت کو سورۂ تودیع کہا جاتا ہے، یہ سورت مدنی ہے، فتح مکہ کا واقعہ اس میں ذکر کرکے آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ ۸۰ دن زندہ رہے۔

ابوبکر بزار اور بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایام تشریق (ذی الحجہ) میں یہ سورت نازل ہوئی۔

تفسیر

سورہ کا ماحصل یہ ہے:-

۱۔ ہر نعمت کا شکریہ ضروری ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ کثرت سے نماز پڑھیں، تسبیح پڑھیں وغیرہ، تو امت اس کی زیادہ مستحق ہے۔

۳۔ اللہ کا دین اسلام ہی ہے۔

۴۔ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہے۔

سورۃ الکافرون

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (١) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (٢) وَلَا أَنتُمْ
عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (٣) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ (٤) وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ
مَا أَعْبُدُ (٥) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (٦)

ترجمہ: (اے محمدﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرتے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، نہ میں عبادت کرنے والا ہوں، اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اسکی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا بدلہ ہے، اور میرے لئے میرا بدلہ۔ (یعنی تم کو تمہارے شرک کا اور مجھ کو میری وحدانیت کے اقرار کا بدلہ ملے گا

فضیلت واہمیت:

فروہ بن نوفل اپنے والد نوفلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز پڑھنے کو بتا دیجئے، جس کو میں سوتے وقت بستر پر پڑھ لیا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قل

أيها الكافرون پڑھ لیا کرو، اس میں شرک سے براءت ہے۔

شان نزول:

کافروں کا مطالبہ ہوا کہ ایک سال محمدﷺ ان کے معبودوں کی پرستش کریں اور وہ ایک سال ان کے معبود کی پرستش کریں گے، تو یہ سورت نازل ہوئی، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ قریش نے رسولﷺ کے سامنے کئی پیشکش کی، مال کی، شادی کی، اللہ کے رسولﷺ نے کہا کہ مجھے اللہ کے فیصلہ کا انتظار ہے، چنانچہ یہ سورت نازل ہوئی۔

تفسیر:

اسلام میں توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، توحید سب سے بڑی عزت، شرف اور اعزاز ہے، اس کے مقابلہ میں شرک ہے، جو سب سے بڑی ذلت، پستی اور حقارت کا ذریعہ ہے، قرآن کریم میں ہے: جو شیطان کا منکر ہوگا، اور اللہ پر ایمان لائے گا، وہی مضبوط کڑے کو پکڑنے والا ہوگا، شرک کے حامل کی مثال قرآن میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جو شرک کرتا ہے، وہ ایسا ہے کہ آسمان سے زمین پر گرے تو چاہے پرندے اس کو کھائیں یا ہوا کے دوش پر اِدھر اُدھر جائے۔

یہی وجہ ہے کہ توحید اختیار کرنے والوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ شرک

سے بہت دور رہیں،صرف اللہ کی عبادت کریں،اس سلسلہ میں ان کا موقف بہت سخت ہونا چاہئے کہ کوئی شخص ان کے ایمان کا سودا نہ کرنے پائے، جان جائے لیکن ایمان نہ جائے، یہ نداہر ایک کی زبان پر ہونا چاہئے،اس سورت نے اسی دوٹوک اعلان کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے:

چاہے تن من جل جائے
سوزِ دروں پر آنچ نہ آئے

سورۃ الکوثر

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)

ترجمہ:(اے محمد ﷺ!) ہم ہی نے آپ کو حوض کوثر اور خیر کثیر (بہت کچھ) دیا ہے،اس لئے آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، بیشک آپ کا دشمن ہی ایسا ہے جس کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔

تفسیر:

اس کا دوسرا نام سورۂ نحر ہے،کوثر کے معنی خیر کثیر یعنی بہت زیادہ بھلائی کے ہیں،اور ایک معنی حوض کوثر کے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مشرکین نے طعنہ دینا شروع کیا کہ محمد ﷺ کا دین بہت زیادہ دن تک نہیں چل سکتا،اس کے جواب میں اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیاں عطا کی ہیں،ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی ۱۔رعب دیا جانا، ۲۔زمین کو پاک قرار دینااور سجدہ گاہ بنایا جانا،۳۔مال غنیمت کا حلال ہونا،۴۔شفاعت کا مستحق ہونا،۵۔عالمی نبی ہونا۔

ان نعمتوں کا شکرانہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے، چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کی دینی اور ایمانی نسل حتی کہ نسبی اور خاندانی نسل خوب پھلی پھولی، اور دشمنوں کی نسل کو جڑ سے کاٹ دیا گیا۔

سورۃ الماعون

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ (١) فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ (٢) وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ (٣) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ (٤) الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (٥) الَّذِينَ هُمْ يُرَاؤُونَ (٦) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (٧)

ترجمہ: (اے مخاطب!) کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے، پھر یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا، ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے، جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں، اور معمولی چیز بھی (راہ خدا میں) نہیں دیتے۔

تفسیر:

دین اسلام اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کا مجموعہ ہے، اس سورت میں دونوں حقوق مختصر انداز میں بیان کئے گئے ہیں، قیامت کو جھٹلانا، نماز اخلاص سے نہ پڑھنا، بلکہ بعض وقت اس سے غفلت برتنا، اور زکوۃ بالکل نہ دینا اللہ کے حقوق میں کوتاہی ہے، یتیموں کو دھکے دینا، فقراء کو بے دیئے واپس کر دینا، بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہے، یہی دونوں حقوق ہیں، جن

کوادا کر کے انسان اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔

ایک غلط رجحان معاشرے میں یہ پیدا ہو گیا ہے کہ دینی تعلیمات پر عمل کرنے میں نقصان اور خسارہ ہے، یا کم سے کم کوئی فائدہ اور نفع نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی مثال وہی ہے جو حضرت حلیمہ سعدیہ کے قصہ میں ہے، وہ جب مکہ مکرمہ شیر خوار بچوں کو تلاش کرنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ آئیں تھیں، تو ان کی سہیلیوں کو بچے مل گئے، لیکن ان کو کوئی بچہ نہیں ملا، مجبور ہو کر انہوں نے محمد بن عبداللہ ﷺ کو لیا، وہ خود سوچ رہی تھیں کہ اس یتیم بچہ سے ہم کو کچھ نفع نہیں ہوگا، لیکن اس بچہ کو گود لیتے ہی خیر و برکت کے دروازے کھل گئے، ان کی قسمت جاگ اٹھی، ان کی اونٹنی تیز چلنے لگی، اس کے تھنوں میں کثرت سے دودھ آنے لگا، بالکل اسی طرح یہ سمجھا جا رہا ہے کہ دین اسلام کے اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، لیکن اگر اس کو اختیار کیا جائے گا تو بے شمار برکتوں کا نزول ہوگا اور انسان کی جھولی بھر جائے گی۔

سورۃ قریش

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (١) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (٢) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ (٣) الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ (٤)

ترجمہ: قریش کے جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس ہونے کی وجہ سے یہ چاہئے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر سے امن دیا۔

تفسیر:

قریش کی روزی کا مدار ان کی تجارت تھی، دو مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ باہر جاتا، سردیوں میں یمن جو گرم علاقہ تھا، اور گرمیوں میں شام کی طرف جو ٹھنڈا علاقہ تھا، اس کے ذریعہ ان کی روزی کا انتظام ہوتا تھا، اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ اس عظیم نعمت کا شکرانہ یہی ہے کہ وہ رب کعبہ کی عبادت کریں، اسی کے سامنے سر جھکائیں، شرک سے توبہ کریں، اور بتوں کی پرستش سے اپنے کو آزاد کر لیں۔

اللہ تعالیٰ نے قریش کو دو خصوصی انعامات سے نوازا، یعنی تجارت اور سفر کے ذریعہ سے ان کو روزی دی، اور عرب میں چونکہ قتل و غارت گری عام تھی، لیکن قریش کو حرم مکہ کی وجہ سے جو احترام حاصل تھا اسکی وجہ سے وہ خوف و خطر سے محفوظ تھے۔

سورۃ الفیل

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (١) أَلَمْ يَجْعَلْ
كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (٢) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (٣) تَرْمِيهِم
بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ (٤) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ (٥)

ترجمہ: کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا، کیا اس نے ان کے مکر کو بیکار نہیں کر دیا، اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے، جو انہیں مٹی کی کنکریاں مار رہے تھے، پھر اللہ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

تفسیر:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس کا پس منظر یہ ذکر کیا جاتا ہے، کہ یمن کے بادشاہ ابرہہ نے خانۂ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کا قصد کیا، بڑا لشکر اس کے ساتھ تھا، خانۂ کعبہ اللہ رب العزت کا روئے زمین پر پہلا گھر ہے، اللہ تعالی نے اس کو لوگوں کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے، چنانچہ جب ابرہہ اس کی طرف بڑھا تو اللہ تعالی نے پرندوں کے جھنڈ کو چھوٹی چھوٹی کنکریاں چونچ

میں لے کر ابرہہ کے لشکر پر پھینکنے پر مامور کیا، یہ کنکریاں اگرچہ چنے اور دال کی مانند تھیں، لیکن یہ جس پر پڑتی تھیں، اس کو ہلاک کر دیتی تھیں، ابرہہ کا لشکر الٹے پاؤں گرتے پڑتے اور ہلاک ہوتے ہوئے بھاگا، خود ابرہہ کے جسم میں زخم کاری لگا تھا، اس کی انگلیوں کے پور کٹ کٹ کر گر رہے تھے، خون اور پیپ ان سے جاری تھے، وہ یمن پہنچا تو چوزہ کی طرح ہو گیا تھا، اچانک اس کا سینہ پھٹا اور اس نے دم توڑ دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ جو بھی اللہ کے خلاف جنگ کرے گا، اللہ تعالی اس کو ہلاک کر دے گا۔

سورۃ الھمزۃ

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (١) الَّذِىۡ جَمَعَ مَالاً وَعَدَّدَهٗ(٢)
يَحۡسَبُ أَنَّ مَالَهٗ أَخۡلَدَه(٣) كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ(٤)وَمَا أَدۡرَاكَ
مَا الۡحُطَمَةُ (٥) نَارُ اللّٰهِ الۡمُوقَدَةُ(٦)الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡأَفۡئِدَةِ
(٧)إِنَّهَا عَلَيۡهِم مُّؤۡصَدَةٌ(٨)فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (٩)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے ،عیب جوئی کرنے والے کے لئے ، جو مال کو جمع کرتا اور اسے گنتا رہتا ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا ، ہرگز نہیں ، وہ ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا ،اور معلوم بھی ہے کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہونچے گی۔ بیشک وہ (دوزخ) ان پر بند کردی جائے گی ،اور وہ لمبے ستونوں میں بندھے ہوں گے۔

تفسیر:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری ،اس کا نام ہمزہ ہے، جس کے معنی پیٹھ پیچھے عیب نکالنے والے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ہلاکت سے آگاہ کیا

ہے، جو عیب جوئی کرتے ہیں، اور طعنہ دیتے ہیں، اور مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں، عام طور پر مال جمع کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال ہمیشہ باقی رہے گا، درحقیقت ان کا یہ سوچنا غلط فہمی پر مبنی ہے، انسان دنیا سے جب جاتا ہے، تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں، مال، رشتہ دار، اور عمل، دو قبرستان سے واپس آجاتے ہیں، اور عمل ہی انسان کے کام آتا ہے، اسی بات کو اللہ تعالی نے بیان کیا کہ مال اسی وقت نفع دے گا جب اس کی زکوۃ دی جائے گی، ورنہ یہ مال جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جہنم کی آگ ایسی ہے جس کے شعلے بہت بلندیوں تک اٹھتے ہیں، جو دلوں پر خاص اثر انداز ہوتی ہے، لوگوں کو بڑے بڑے ستونوں والے دروازے میں بند کر دیا جائے گا، جس میں وہ جلتے اور تڑپتے رہیں گے۔

سورۃ العصر

وَالْعَصْرِ(۱) إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (۲) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳)

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے گھاٹے میں ہیں، مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور حق کی ایک دوسرے کو تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔

تفسیر:

یہ قرآن کریم کی جامع ترین سورت ہے، حضرت امام شافعیؒ فرماتے تھے: اگر قرآن مجید میں سے کوئی چیز سوائے والعصر کے نازل نہ ہوتی تب بھی یہ کافی تھی، ایک روایت میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ملتے تھے اور دیر تک ساتھ رہتے تھے، تو جدا ہونے سے پہلے والعصر سنا دیا کرتے تھے۔

اس سورت میں زمانہ کی قسم کھائی گئی ہے، یعنی زمانہ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے مقصد تخلیق کو نہیں پہچانا وہ ہمیشہ گھاٹے میں رہے، قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح، قوم ابراہیم، قوم لوط، قوم موسیٰ وعیسیٰ میں جن لوگوں نے نبیوں کے بھیجے

جانے کا مقصد نہیں سمجھا، اور اللہ تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے، اس کو نہیں جانا، تو ان کو ہلاک کیا گیا، کسی کو پانی میں غرق کیا گیا، کسی پر بادصرصر بھیجی گئی، کسی کو سخت آواز نے ہلاک کر دیا، کسی پر بے توفیقی کی مار پڑی، کسی کی بستی کو پلٹ دیا گیا، اور کسی کو ملعون اور غضب کا مستحق ٹھہرایا گیا، یہ وہ حقائق ہیں، جن کو پیش نظر رکھ کر قرآن کہتا ہے کہ تمام انسان بڑے خسارے میں ہیں۔

مگر جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، اور اسی کے مطابق نیک کام بھی کئے، اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی، صبر کا مزاج بھی عام کیا، یعنی بھلائی کی تبلیغ کی اور اس راہ میں پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کیا، ایسے ہی لوگ گھاٹے اور خسارے سے نکلے، اور جنت ان کے استقبال کے لئے باربار سجائی اور سنواری گئی، قرآن کریم میں آیا ہے، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا، خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا (سورۃ الکہف: ۱۰۷، ۱۰۸)

سورۃ التکاثر

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (١) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (٢) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٣) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (٤) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (٥) لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ (٦) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ (٧) ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (٨)

ترجمہ: مال ودولت اور دیگر چیزوں کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا، یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے، ہرگز نہیں، (جس چاہت میں تم پڑے ہو یہ صحیح نہیں ہے) تمہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا، ہاں تمہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا، ہاں کاش، اگر تم یقینی طور پر جان لو، تو تم اس چاہت میں ہرگز نہ پڑو، بیشک تم جہنم دیکھ کر رہوگے، پھر تم یقین کی آنکھوں سے دیکھوگے، پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور ہر نعمت کا سوال ہوگا۔

تفسیر:

یہ سورت سورۂ تکاثر ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس میں اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ انسان ہائے مال ہائے مال کہتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قبر کے گڑھے تک پہنچ جاتا ہے، پھر اس کو احساس ہوتا ہے کہ

اس نے دنیا میں غلط کاموں میں اپنا وقت صرف کیا، اللہ تعالی فرمارہا ہے کہ اے انسان! جس دنیاداری میں تم لگے ہوئے ہو، وہ صحیح نہیں ہے، تم اپنی غفلت کا انجام دیکھوگے، اور یقین کی آنکھوں سے دیکھوگے، اور تم سے دنیا کی تمام نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

مال کمانا کوئی معیوب نہیں ہے، بلکہ مستحسن ہے، اور عبادت کا کام ہے، قرآن میں آیا ہے کہ جب اللہ کے حقوق سے فارغ ہوتو تلاش معاش میں لگ جاؤ، اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، ایک حدیث میں آیا ہے، مال کمانے والا اللہ کا محبوب ہے، جو چیز مال کے سلسلہ میں بری ہے، وہ یہ ہے کہ انسان دنیا کا حریص بن جائے، ہر وقت اسی فکر کو اپنے ذہن پر سوار رکھے، فرائض سے بھی غفلت برتے، اور حرام وحلال کی تمیز اس کے پاس نہ ہو، یہ بات قابل گرفت ہے، اور اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ۔

یہ مرض انسان کے ذہن کو اس قدر مفلوج کردیتا ہے کہ وہ اللہ کے احکامات سے غافل ہوتا ہے، جو نعمتیں اسے اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہیں، ان کی ناقدری کرتا ہے، اسی وجہ سے اس سورت میں آگاہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محاسبہ کریں گے، اور سخت محاسبہ کریں گے۔

سورۃ القارعۃ

الْقَارِعَةُ (١) مَـا الْقَارِعَةُ (٢)وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (٣) يَوْمَ
يَـكُـونُ الـنَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (٤) وَتَـكُـونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
الْـمَنفُوشِ (٥) فَـأَمَّـا مَـن ثَـقُلَتْ مَوَازِينُه(٦)فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ
(٧)وَأَمَّـا مَـنْ خَـفَّـتْ مَـوَازِينُه(٨)فَأُمُّهُ هَاوِيَة(٩)وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ
(١٠)نَارٌ حَامِيَةٌ (١١)

ترجمہ: کھڑکھڑانے والی، تمہیں کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے، جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوجائیں گے، اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے، پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہ خاطر خواہ آرام کی زندگی میں ہوگا، اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا، تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے؟ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

تفسیر:

ایک مسلمان جن چیزوں پر ایمان رکھتا ہے، ان میں قیامت بھی ہے، قیامت آئے گی وہ برحق ہے، اس دن ہر شخص کو اپنے کئے کا حساب دینا پڑے گا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے اس کا آغاز ہوگا، اور جنت

اور جہنم میں داخلے پر ختم ہوگا، قرآن میں قیامت کے بہت سے نام آئے ہیں، ان میں سب سے پہلا نام سورہ فاتحہ میں ہے، یوم الدین یعنی جزاء کا دن، یہ عمومی جزاء اور زبانی عدالت کا دن ہوگا، اور آخری نام القارعۃ ہے، جس کے معنی ہیں کھڑکھڑانے والی چیز۔

اس سورت میں قیامت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے، اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح، ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا، اچھے لوگوں کو جنت ملے گی، برے لوگوں کو جہنم، اور جہنم میں بھی آخری درجہ ''ھاویہ'' یعنی بھڑکتی ہوئی آگ۔

سورۃ العادیات

وَالْعَـادِيَاتِ ضَبْحاً (١)فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً (٢) فَالْمُغِيْرَاتِ
صُبْحاً (٣) فَـأَثَرْنَ بِـهِ نَقْعاً(٤)فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً (٥) إِنَّ الْإِنسَانَ
لِـرَبِّـهِ لَكَنُودٌ (٦) وَإِنَّـهُ عَـلَـى ذَلِكَ لَشَهِيـدٌ (٧)وَإِنَّـهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ
لَشَـدِيـدٌ (٨)أَفَلَا يَعْـلَـمُ إِذَا بُـعْثِـرَ مَا فِيْ الْقُبُورِ(٩) وَحُصِّلَ مَا فِيْ
الصُّدُورِ(١٠) إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (١١)

ترجمہ: ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم، پھرٹاپ مارکرآگ نکالنے والوں کی قسم، پھرصبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کی قسم، اس وقت وہ غبار اڑاتے ہیں، پھراسی کے ساتھ فوج کے درمیان گھس جاتے ہیں، بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، وہ خود بھی اس پرگواہ ہے، وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے، کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں، جب قبروں سے مردے زندہ کیئے جائیں گے، اورسینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہرکردی جائیں گی، یقیناً ان کا پروردگار اس روزان کے حال سے پوراباخبرہوگا۔

تفسیر:

یہ سورۂ عادیات ہے، اس میں گیارہ آیتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، ہماری اور اللہ کی قسم میں فرق یہ ہے کہ ہم تعظیم کے لئے قسم کھاتے ہیں، اسی لئے حدیث میں منع کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائیں، اور اللہ کی قسم اس حقیقت کے اظہار کے لئے ہوتی ہے کہ جن چیزوں کی اللہ قسم کھارہا ہے وہ اس کو معبود حقیقی مان رہی ہیں، رب تسلیم کررہی ہیں، اور جس کام پراس نے لگا دیا ہے اس کو ادا کررہی ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے اللہ رب العزت کی پیدا کردہ مخلوق ہیں، وہ نہ اللہ کی ناشکری کرتے ہیں، اور نہ اس کے بنائے ہوئے نظام سے انحراف کرتے ہیں، بلکہ ہرآن اللہ رب العزت کی تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔

یہ سورت گھوڑوں کی مثال سے اس طرف اشارہ کررہی ہے کہ انسان کو اپنے مالک کا شکر گزار ہونا چاہئے، اس کے احکامات سے انحراف نہیں کرنا چاہئے، کیا انسان نہیں جانتا کہ اسے قبروں سے نکال کر اللہ کے سامنے حاضر کیا جائے گا، اوراس کے سینے کے پوشیدہ راز کھول دیئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عمل سے خوب واقف ہے۔

سورۃ الزلزال

إِذَا زُلْـزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (١)وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا(٢)
وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا(٣)يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا(٤)بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى
لَهَا (٥) يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (٦) فَمَن يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَهُ (٧) وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَهُ (٨)

ترجمہ: جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی، اور اپنے بوجھ باہر نکال دے گی، اور انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے؟ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کردے گی، یہ اس لئے کہ آپ کے پروردگار نے اسے حکم دیا ہے، اس دن لوگ جماعت در جماعت واپس ہو رہے ہوں گے کہ اپنے اعمال کو دیکھیں، تو جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا۔

تفسیر:

جب قیامت قائم ہوگی تو عجیب وغریب منظر ہوگا، سخت زلزلہ آئے گا، زمین ہلا دی جائے گی، پہاڑ ٹوٹ جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے

بے نور ہوجائیں گے، پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا، لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے، انسان حیران ہوکر کہے گا کہ یہ کیا ہورہا ہے، زمین خود گواہی دے گی کہ فلاں انسان نے میرے اوپر فلاں گناہ کیا۔

لوگ اس دن میدان حشر کی طرف جماعت در جماعت جائیں گے، بعض کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے، اور بعض کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی، جو بھی اچھا کام دنیا میں کیا ہوگا تو اس کا بدلہ پائے گا، اور جو برا کام کیا ہوگا، وہ اس کی سزا پائے گا۔

سورۃالبینۃ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ
حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (١) رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفاً مُّطَهَّرَةً (٢)فِيهَا
كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (٣) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاء
تْهُمُ الْبَيِّنَةُ(٤)وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء
وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ(٥)إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
أُوْلَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ(٦) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُوْلَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (٧) جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ(٨)

ترجمہ: اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ باز آنے والے نہیں تھے، یہاں تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آجائے، وہ دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جو پاک صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں جن میں صحیح اور درست

احکام ہیں، اہل کتاب دلیل کے واضح ہونے کے بعد بھی اختلاف میں پڑ کر متفرق ہوگئے ، حالانکہ انہیں حکم بس یہی ملا تھا کہ اللہ تعالی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں یکسو ہوکر ، اور نماز کی پابندی رکھیں ، اور زکوۃ دیا کریں، اور یہی طریقہ ہے دین صحیح کا، بیشک جولوگ کافر ہوئے اہل کتاب ومشرکین میں سے وہ دوزخ کی آگ میں جائیں گے، جس میں ہمیشہ رہیں گے، یہی لوگ تو بدترین مخلوق ہیں، بیشک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک کام کیئے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس دائمی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہ ہمیشہ ہمیش ان میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیں گے، اور وہ اللہ تعالی سے خوش رہیں گے، یہ بدلہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

تفسیر:

یہ سورت مدنی ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: اہل کتاب ہوں یا مشرکین ہمیشہ سے ان کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ جب تک وہ ظاہری دلیل نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے، اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، ان کے ساتھ کتاب اتاری، لیکن ان حقائق کے آنے کے بعد انہوں نے انحراف کیا، اور اپنی سابقہ روش پر قائم رہے، جب کہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی

عبادت کریں، اخلاص کے ساتھ، نماز قائم کریں، اور زکوۃ دیں۔

یقیناً جنہوں نے اللہ کی بات نہیں مانی، چاہے وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک، جہنم میں ہوں گے، یہ بدترین مخلوق ہیں، اور جو ایمان اور عمل صالح پر گامزن رہے وہ بہترین مخلوق ہیں، اللہ تعالی ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ہمیشہ ہمیش ان میں رہیں گے، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، اور اللہ ان سے خوش ہوگا، یہ بدلہ ہے اللہ سے ڈرنے والوں کا۔

سورۃ لیلۃ القدر

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٢) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (٣) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (٤) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥)

ترجمہ: یقیناً ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور جبریل امین اپنے رب کے حکم سے ہر معاملہ کے لئے اترتے ہیں، یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے، طلوع فجر تک رہتی ہے۔

تفسیر:

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جو انسانوں کی رہنمائی کے لئے رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا، اللہ تعالی نے اس کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں اتارا، شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے، اور غالب امکان ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے، اس رات میں

جبریل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے سال بھر کے کاموں کا نظام لے کر اترتے ہیں، اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے، اور طلوع فجر تک رہتی ہے، اس مبارک رات میں اللہ تعالی نے قرآن کریم کو نازل کیا، یہ اس کی فضیلت اور برتری میں مزید اضافہ کا باعث ہوا، ویسے تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالی نے رمضان ہی میں نازل کی ہیں، چاہے تورات ہو، یا انجیل ہو، یا زبور۔

سورۃ العلق

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢)
اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ (٥) كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى (٦) أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى (٧) إِنَّ إِلَى
رَبِّكَ الرُّجْعَى (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّى (١٠)
أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَى (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى (١٢) أَرَأَيْتَ إِن
كَذَّبَ وَتَوَلَّى (١٣) أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى (١٤) كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ
لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (١٥) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ
نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِبْ (١٩)

ترجمہ: پڑھئے اپنے رب کے نام سے، جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، آپ پڑھئے، آپ کا رب بڑی عزت والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، یقیناً انسان سرکش ہو جاتا ہے، اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، اے انسان! بیشک تم کو اپنے رب کی طرف آنا ہے، کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو خاص بندہ (محمد ﷺ) کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، کیا تو نے نہیں

دیکھا کہ وہ اگر راہ یاب ہو یا تقوی کی بات کر رہا ہو، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ اگر جھٹلا رہا ہو اور اعراض کر رہا ہو، کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے، یقیناً اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے، تو یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے، ہم بھی دوزخ کے سپاہیوں کو بلاتے ہیں، خبردار، آپ اس کا کہنا مانئے اور سجدہ کیجئے اور قرب حاصل کیجئے۔

تفسیر:

یہ سورت مکی ہے، اس کی ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں، رسول اللہ ﷺ غار حراء کی تنہائی میں تھے کہ جبریل امین آئے اور کہا کہ پڑھئے، آپ ﷺ نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، انہوں نے زور سے دبایا اور کہا کہ پڑھئے، آپ نے پھر وہی جواب دیا، اس طرح تین بار یہ عمل ہوا، اس کے بعد یہ آیتیں سکھائیں۔

ان آیتوں میں علم کو اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ کر حاصل کرنے کی بات کہی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو علم اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ کر نہ حاصل کیا جائے وہ جہالت در جہالت ہے، پہلی وحی میں علم پر زور دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو دور ملا ہے، وہ علم کا دور ہوگا، ثقافت کا دور ہوگا، ایک سچا انسان بغیر علم کے ناقص ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر

مسلمان مرد عورت پر واجب ہے، علم قلم کے ذریعہ بھی حاصل کیا جاتا ہے، اس کی بھی فضیلت بیان کی گئی، اور قلم سے جو بات لکھ دی جاتی ہے وہ عرصہ تک کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے، قلم ہی کی وجہ سے بہت سے ذخیرے ابھی تک محفوظ ہیں، اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس کے ذریعہ مخلوقات کی تقدیر لکھی۔

انسان خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا گیا ہے، اور اس کو اللہ تعالی نے ایسی باتیں سکھائیں جو اس کے علم میں نہیں تھیں، لیکن یہی انسان سرکش ہو جاتا ہے، اپنے کو مستغنی سمجھتا ہے، اسے یہ نہیں معلوم کہ اسے اللہ تعالی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور اس انسان کی جرأت اس حد تک پہنچتی ہے کہ وہ خیر کے دروازوں کو بند کرنا چاہتا ہے، اور جو شخص حق اور ہدایت پر ہو اس کو جھٹلاتا ہے، اللہ تعالی کو اس کے تمام اعمال کی خبر ہے، اگر یہ اپنی سرکشی سے باز نہیں آیا تو اللہ تعالی اس کو سخت سزا دیں گے، قیامت میں فرشتوں کے ذریعہ سے اس کو ذلیل ورسوا کریں گے، اس وقت اس کے کام نہ اس کا مال آئے گا اور نہ اس کا جاہ۔

اس سرکشی سے نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے کہ انسان اللہ کی مرضیات پر چلنے لگے، اس کی خوشنودی کو پیش نظر رکھے، اس کے دربار میں سجدہ ریز ہو، اور قربت الہی سے سرفراز ہو، حدیث میں آیا ہے کہ سجدہ میں انسان اللہ تعالی کے زیادہ قریب ہوتا ہے، تو اس میں اپنی مراد اللہ کے سامنے رکھنی چاہئے۔

سورۃ التین

وَالتِّيـنِ وَالزَّيْتُونِ (١)وَطُورِ سِينِينَ (٢) وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (٣)
لَـقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (٤) ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ(٥)
إِلَّا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا وَعَـمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ (٦) فَمَا
يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ (٧)أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ (٨)

ترجمہ:قسم ہے انجیراور زیتون کی،اور طور سینا کی،اور اس امن والے شہر کی، بیشک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، (یعنی اس کے برے اعمال کی وجہ سے اس کو پست کر دیا) لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام بھی کئے تو ان کے لئے نا ختم ہونے والا اجر ہے،تو اے انسان! تجھے قیامت کے دن کے جھٹلانے پر کون سی چیز آمادہ کر رہی ہے،کیا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟!۔

تفسیر:

سورۂ تین مکی ہے ،اس میں آٹھ آیتیں ہیں ،اللہ تعالی نے انجیر، زیتون،طور سینا اور مکہ مکرمہ کی قسم کے بعد فرمایا کہ انسان کو ہم نے بہترین صورت

میں پیدا کیا ہے،اگر وہ اپنے صحیح وسالم اعضاء کو جائز کاموں میں استعمال نہیں کرتا تو قعر مذلت میں چلا جاتا ہے،لیکن ایمان اور عمل صالح کرنے والے کامیاب ہیں، کیونکہ وہ نعمتوں کی قدر کرتے ہیں ،مواقع کو غنیمت جانتے ہیں،ان کو ہم بہت زیادہ ثواب سے نوازیں گے۔

اے انسان! تمام دلائل کے آجانے بعد اور نعمتوں سے سرفراز ہونے کے بعد پھر کیوں تم قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو،کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالی تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔

سورة الشرح

أَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ (١)وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ (٢) الَّذِیٓ
أَنقَضَ ظَهۡرَكَ (٣) وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (٤) فَإِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡراً (٥)
إِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡراً(٦) فَإِذَا فَرَغۡتَ فَانصَبۡ (٧) وَإِلَىٰ رَبِّكَ
فَارۡغَبۡ(٨)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ نہیں کھول دیا، اور آپ سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا، جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی، اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا، تو یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، تو آپ جب فارغ ہوئیے تو عبادت میں لگ جائیے، اور اپنے پروردگار ہی کی طرف متوجہ رہئے۔

تفسیر:

سورۂ الم نشرح مکی سورت ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں، اس سورت میں تین باتیں خاص طور پر ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ سینہ کھولنا: یعنی سینہ کو نور ایمانی سے منور کرنا، دوسرے معنیٰ سینہ چاک

کرنا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ جب بہت چھوٹے تھے اور بنو سعد میں حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرا رہے تھے تو سفید لباس میں دو فرشتے آئے اور آپ کا سینہ چاک کیا، اور دل کو پاک وصاف کر کے بند کر دیا، اور یہی عمل معراج کے موقع پر بھی ہوا۔

۲۔ بوجھ کا ہٹانا: نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد آپ ﷺ قوم کی فکر اور اصلاح میں گھلے جا رہے تھے، اور قریب تھا کہ آپ کی جان نکل جائے، اللہ تعالی نے اس غم سے آپ کو اس طرح آزاد کیا کہ آپ کا کام صرف دعوت کا پہنچا دینا ہے، ہدایت کا کام آپ کے ذمہ نہیں۔

۳۔ آپ کا مرتبہ بلند کرنا: اللہ تعالی نے اذان نماز اور دیگر عبادتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کا مرتبہ ایسا بلند کیا کہ خشکی اور تری زمین اور فضا ہر جگہ آپ کا نام لیا جا رہا ہے، چوبیس گھنٹوں کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نام نہ لیا جاتا ہو۔

اک نام مصطفیٰ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہر اک عروج کو پنہاں زوال ہے

اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ کار نبوت کو ادا کرنے میں اگر دشواری پیش آتی ہے، تو آسانی بھی آئے گی، اور ضرور بالضرور آئے گی، آپ کا کام اللہ کی طرف متوجہ رہنا اور اسی سے لو لگانا ہے۔

سورۃ الضحی

وَالضُّحَی(١) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَی (٢)مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَی (٣) وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَی(٤)وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَی (٥) أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَی (٦) وَوَجَدَكَ ضَالّاً فَهَدَی (٧) وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنَی (٨) فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَر(٩)وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَر(١٠) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ(١١)

ترجمہ:قسم ہے چاشت کے وقت کی،اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے،نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے،اور نہ وہ ناراض ہوا،اور آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے،اور عنقریب آپ کو آپ کا رب ضرور اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے،کیا اس نے آپ کو یتیم پا کر آپ کی دستگیری نہیں کی،اور آپ کو بے خبر پا کر آپ کو راستہ نہیں دکھایا،اور آپ کو نادار پا کر مالدار نہیں بنایا،تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو نہ جھڑکئے،اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہئے۔

تفسیر:

سورت کا پس منظر یہ ہے کہ نبوت کے ابتدائی دور میں کچھ دنوں تک وحی

کا سلسلہ رک گیا،تو اس پر بعض دشمنان اسلام نے خوشی منائی،چنانچہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے،اور نہ وہ ناراض ہوا ہے،دنیا کی کوئی حقیقت نہیں،اس کی نعمتیں ناپائیدار ہیں،آخرت کی نعمتیں تو آپ کے لئے پہلے سے تیار ہیں،اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نعمتیں دے گا جن سے آپ خوش ہوں گے،ماضی میں آپ یتیم تھے،بے خبر تھے،نادار تھے،تو اللہ تعالی نے آپ پر انعام کیا،اسی طرح آئندہ بھی کرے گا۔

آپ کا کام یہ ہے کہ آپ معاشرہ کے ہر طبقہ کے ساتھ اچھا معاملہ کیجئے،تیموں پر سختی،فریادیوں کو جھڑکنا آپ کے شایان شان نہیں،اور رب کی نعمتوں کا بار بار تذکرہ کرکے شکر کے کلمات اپنی زبان سے دہرایئے۔

سورۃ اللیل

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى (١) وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (٢) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالۡاُنۡثٰٓى (٣) اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى (٤) فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ
بِالۡحُسۡنٰى (٥) فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى (٦) وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى (٧)
وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى (٨) فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى (٩) وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ
اِذَا تَرَدّٰى (١٠) اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى (١١) وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ
وَالۡاُوۡلٰى (١٢) فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى (١٣) لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا
الۡاَشۡقَى (١٤) الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (١٥) وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى (١٧)
الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (١٨) وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ
تُجۡزٰٓى (١٩) اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى (٢٠) وَلَسَوۡفَ
يَرۡضٰى (٢١)

ترجمہ: قسم رات کی جب وہ چھا جاتی ہے، اور دن کی جب وہ روشن ہو جاتا ہے، اور اس ذات کی جس نے نر اور مادہ پیدا کیا، یقیناً تمہاری کوششیں الگ الگ ہیں، پھر جس نے اللہ کی راہ میں دیا، اور پرہیز گاری اختیار کی اور اس نے نیک بات کی تصدیق کی تو یقیناً ہم آہستہ آہستہ اس کو آسانی کی طرف لے جائیں

گے،، لیکن جس نے بخل کیا، اور پرواہ نہ کی اور اس نے نیک بات کو جھٹلایا تو یقیناً ہم اس کو آہستہ آہستہ سختی کی طرف لے جائیں گے، اور جب وہ دوزخ میں گرے گا تو اس کا مال اس کو کوئی فائدہ نہ دے گا، بیشک ہدایت دینا ہمارے ہی ذمہ ہے، اور بے شک آخرت اور دنیا ہمارے ہی اختیار میں ہے، بس میں نے اس آگ سے خبر دار کر دیا جو بھڑک رہی ہے، اس میں وہ بد بخت ترین انسان گرے گا، جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا، اور بڑا متقی اس سے ضرور دور رکھا جائے گا، جو اپنا مال پاک ہونے کے لئے دیتا ہے، اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں، جس کا بدلہ اسے دینا ہو، سوائے اپنے رب اعلی کی رضا مندی کے، اور یقیناً وہ (اللہ) جلد اس سے راضی ہوگا۔

فضیلت:

سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، ایک نوجوان نماز میں شریک ہوا، لیکن نماز لمبی ہوئی، تو اس نے نماز توڑ دی، اور اپنی نماز پڑھ لی، اور واپس چلا گیا، یہ بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہوگا، اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو آپ نے اس نوجوان کو بلایا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اُن کے ساتھ نماز پڑھنے کے ارادہ سے آیا، لیکن انہوں

نے نماز لمبی کی ،تو میں نے نماز توڑ دی ، اور مسجد کے ایک گوشے میں نماز ادا کی ،اور اپنی اونٹنی کو چارہ دینے چلا گیا ،آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ اگر تمہیں امامت کا موقع ملے تو سورۃ الأعلیٰ ، سورۃ الشّمس ،سورۃ الفجر اور سورۃ اللیل پڑھا کرو۔

تفسیر:

یہ مکی سورت ہے،شروع میں اللہ تعالیٰ نے رات ، دن اور مرد وعورت کے پیدا کرنے والی ذات یعنی خود اپنی ذات کی قسم کھائی ہے،اور بتایا ہے کہ انسان کو اس کی کوشش کا صلہ ملے گا ، جو اچھی کوشش کرے گا تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیں گے ،اور جو بری کوشش کرے گا تو جہنم کا راستہ اس کے لئے آسان ہو جائے گا ،اور انسان کو اس کا کمایا ہوا مال جہنم سے نہیں بچا سکتا، ہدایت اور آخرت کا انجام اللہ تعالی طے فرماتے ہیں، اس لئے انسان کو اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضامندی کو پیش نظر رکھنا چاہئے ،تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ امیہ بن خلف حضرت بلال حبشی جو اس کے غلام تھے ان کو بہت ستاتا تھا، حضرت ابو بکرؓ نے امیہ سے اس کو خرید کر اللہ تعالیٰ رضا کی خاطر آزاد کر دیا۔

سورۃ الشمس

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (۱) وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (۲) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا (۳) وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشَاهَا (٤) وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا (٥) وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا (٦) وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا (٧) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (٨) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (٩) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (١٠) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ (١١) اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا (١٢) فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا (١٣) فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا، فَدَمْ دَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا (١٤) وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (١٥)

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی چمک کی ، اور چاند کی جب اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے، اور دن کی جب اس کو روشن کرتا ہے اور رات کی جب وہ اس پر چھا جاتی ہے، اور آسمان کی اور جس نے اس کو بنایا، اور زمین کی اور جس نے اسے بچھایا، اور (انسانی) نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک بنایا، پس اس کو اس کا گناہ اور تقویٰ بتا دیا، وہ کامیاب ہو گیا، جس نے اس کو سنوار لیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا، قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے (نبی کو) جھٹلایا، جب ان

کا بدبخت ترین شخص اٹھا، تو اللہ کے رسول (صالح علیہ السلام) نے ان سے کہا: خبر دار! اللہ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری (کا خیال رکھنا)، تو انہوں نے ان کو جھٹلایا، اور اس (اونٹنی) کو مار ڈالا، تو ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر تباہی ڈال کر سب کا صفیا کر دیا، اور وہ اس (تباہی) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔

تفسیر:

یہ سورت مکی ہے، اس کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے، اس کے بعد فرمایا کہ جس نے نفس کو ہر قسم کی گندگیوں سے پاک رکھا وہ کامیاب ہو گیا، اور جس نے اس کی گدلا کیا وہ ناکام ہوا، اس ضمن میں بطور مثال قوم ثمود کو پیش کیا گیا ہے، انہوں نے اپنی خواہش کے مطابق اللہ کے نبی صالح علیہ السلام سے انوکھے معجزہ کا مطالبہ کیا، جب یہ وہ معجزہ اونٹنی کی شکل میں ظاہر ہوا تو انہوں نے بڑی جرأت اور سختی دلی سے اس اونٹنی کو قتل کر دیا، قتل کے پیچھے ان کے نفس کی شیطنت غالب رہی، اگر وہ نفس کے کہنے پر عمل نہ کرتے اور اپنے نبی کی بات مانتے تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاتے۔

اس سورت کا پیغام یہ ہے کہ اللہ کی پسندیدہ چیزوں میں اس کی اطاعت کرنا اور ناپسندیدہ چیزوں سے دور رہنا۔

سورۃ البلد

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۱) وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۲) وَوَالِدٍ
وَّمَا وَلَدَ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (٤) اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ
عَلَیْهِ اَحَدٌ (٥) یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (٦) اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗ
اَحَدٌ (۷) اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ (۸) وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ (۹) وَهَدَیْنٰهُ
النَّجْدَیْنِ (۱۰) فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲)
فَكُّ رَقَبَةٍ (۱۳) اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ (۱٤) یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ
(۱٥) اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (۱٦) ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (۱۷) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ (۱۸)
وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (۱۹) عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (۲۰)

ترجمہ: میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، جب کہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں، اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی، یقیناً انسان کو ہم نے بڑی مشقت میں پیدا کیا، کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہیں چلے گا، وہ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیئے، کیا وہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا، بھلا کیا ہم

نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں بنائے)، اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتا دیئے، بس وہ گھاٹی سر نہ کر سکا، اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دنوں میں کھانا کھلانا، ایسے یتیم کو جو رشتہ دار بھی ہے، یا کسی خاک نشیں مسکین کو، پھر وہ ان لوگوں میں شامل ہوا جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی، اور ایک دوسرے کو مہربانی کی وصیت کی، یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں، اور جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں طرف والے ہیں، ان پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی آگ ہوگی۔

تفسیر

اس سورت کا نام سورۃ البلد ہے، اس سے اشارہ مکہ کی طرف ہے، دنیا کا سب سے افضل خطہ مکہ مکرمہ ہے، اس کی افضلیت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں خانہ کعبہ ہے، وہیں سے انسانی آبادی کا سلسلہ شروع ہوا، خانہ کعبہ کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا، اسی وجہ سے اسی سورت آیت (۳) میں اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کی بھی قسم کھائی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا: یہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں، بلکہ کانٹوں بھرا بستر ہے، جس سے گذر کر انسان کو جانا ہے، لیکن یہ عجیب وغریب بات ہے

کہ انسان برابر اس نشہ میں رہتا ہے کہ اس پر کسی کو قدرت نہیں، جب کہ اللہ ہی نے اسے آنکھیں دی ہیں، زبان اور ہونٹ دیئے ہیں، اور اچھے اور برے کی تمیز عطا کی ہے، لیکن وہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، جب کہ ان کا شکرانہ یہ ہے کہ ان اعضاء کو اللہ کی مرضیات میں استعمال کیا جائے، ان میں اللہ کا حق ادا کرنا بھی ہے اور مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے، اللہ کے حق میں اس پر پورا ایمان لانا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ہے، اور مخلوق کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ کمزوروں، اور حق والوں کا حق ادا کیا جائے۔

سنن ترمذی میں ہے، حضرت سلمان بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے، اور رشتہ دار مسکین پر خرچ کرنا دہرا اجر ہے: ایک صدقہ کا اور ایک صلہ رحمی کا۔ اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوگی اور نجات کی شکل متعین ہوگی۔

سورة الفجر

وَالْـفَـجْرِ (١) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢) وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣) وَالَّيْلِ اِذَا
يَسْرِ (٤) هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ (٥) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ
بِعَـادٍ (٦) اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧) الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (٨)
وَثَـمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (٩) وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ (١٠)
الَّـذِيْـنَ طَـغَـوْا فِي الْبِلَادِ (١١) فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ (١٢) فَصَبَّ
عَـلَيْهِـمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَـذَابٍ (١٣) إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (١٤) فَأَمَّا
الْـإِنسَـانُ إِذَا مَـا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَكْرَمَنِ (١٥)
وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ (١٦) كَلَّا بَل لَّا
تُـكْـرِمُـوْنَ الْيَتِيْـمَ (١٧) وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (١٨)
وَتَـأْكُـلُـوْنَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمّاً (١٩) وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبّاً جَمّاً (٢٠)
كَلَّا إِذَا دُكَّـتِ الْأَرْضُ دَكّـاً دَكّاً (٢١) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفّاً
صَـفّـاً (٢٢) وَجِـيْءَ يَـوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّى لَهُ
الـذِّكْـرَى (٢٣) يَـقُـوْلُ يَـا لَيْـتَنِـيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ (٢٤) فَيَوْمَئِذٍ لَّا

يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (٢٥) وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (٢٦) يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧) ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (٢٨) فَادْخُلِيْ فِيْ
عِبَادِيْ (٢٩) وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (٣٠)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی، اور رات کی جب وہ جانے لگے، کیا یہ قسمیں ایک عقلمند کے لئے نہیں ہیں، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا، یعنی جو بڑے بڑے ستونوں والے تھے، ان جیسے لوگ ملکوں میں پیدا نہیں ہوئے تھے، اور ثمود کے ساتھ کیا کیا جو وادی میں بڑی بڑی چٹانیں تراشتے تھے، اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا، جنہوں نے ملکوں میں سرکشی مچا رکھی تھی، تو ہاں انہوں نے زبردست بگاڑ پھیلا رکھا تھا، پس آپ کے رب نے ان پر اپنے عذاب کے کوڑے برسائے، یقیناً آپ کا رب گھات میں ہے، انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کے رب نے ان کو آزمایا، پھر اس کو عزت دی اور نعمت دی تو کہنے لگا، میرے رب نے میرا اعزاز کیا، اور جب اس کو اس کے رب نے آزمائش میں ڈالا تو اس کے رزق میں تنگی کردی، بس وہ کہنے لگا کہ میرے رب مجھے ذلیل کیا، ہرگز نہیں! بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے، اور وراثت کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو اور

تم مال سے جی بھر کر پیار کرتے ہو، ہرگز نہیں! جب زمین پیس پیس کر ریزہ ریزہ کردی جائے گی اور آپ کا رب اور فرشتے صف بنا کر (سامنے) آجائیں گے، اوراس دن جہنم کو بھی لے آیا جائے گا، اس دن انسان یاد کرے گا اور اب کہاں رہا یاد کرنے کا وقت، وہ کہے گا کاش: میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ بھیج دیا ہوتا، چنانچہ اس دن اس جیسا عذاب دینے والا کوئی اور نہیں ہوگا، (دوسری طرف ایمان والے کے لئے اعلان ہوگا) ۔اے جان جو سکون پا چکی: اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی، بس میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا، اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

تفسیر

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری ہے، اس میں تیس آیتیں ہیں، ابتدا میں اللہ تعالی نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے: فجر کے وقت کی، ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی، جوڑے اور طاق کی اور عام رات کی جب وہ چلی جائے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے سامنے واضح کیا ہے کہ طاقت کا نشہ تم سے پہلے قوموں کو تھا تو اللہ تعالی نے ان کو ہلاک کیا، اور ذلت سے دوچار کیا، ان میں قوم عاد، قوم ثمود، فرعون وغیرہ ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو حالتوں کا تذکرہ کیا ہے:

ایک یہ کہ اگر انسان کو نعمتیں ملتی ہیں تو وہ اترانے لگتا ہے اور اگر نعمتیں چھین لی جاتی ہیں تو شکایت کرنے لگتا ہے، مزید اس کی اخلاقی کمزوریوں میں یہ بات ہے کہ وہ مسکین کا خیال نہیں کرتا، اور یتیم کو دھکے دیتا ہے، جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت انسان کو ایک ایک پل کا حساب دینا ہوگا، جو کوتاہی کرنے والے ہوں گے وہ دنیا میں اپنی کوتاہی پر کف افسوس ملیں گے، لیکن جو ایمان والے ہوں، اللہ تعالی ان کو اپنی جنت میں داخل کرے گا۔

سورۃ الغاشیۃ

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (١) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (٢)
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (٣) تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (٤) تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ (٥)
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ (٦) لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِىْ مِنْ
جُوْعٍ(٧) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ (٨) لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ (٩) فِىْ جَنَّةٍ
عَالِيَةٍ (١٠) لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً (١١)فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ (١٢) فِيْهَا
سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ (١٣) وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ (١٤) وَّ نَمَارِقُ
مَصْفُوْفَةٌ(١٥) وَّ زَرَابِىُّ مَبْثُوْثَةٌ (١٦) اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ
خُلِقَتْ (١٧) وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (١٨) وَ اِلَى الْجِبَالِ
كَيْفَ نُصِبَتْ (١٩) وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (٢٠) فَذَكِّرْ،
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (٢١) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (٢٢) اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ
كَفَرَ (٢٣)فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (٢٤) اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ (٢٥)
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (٢٦)

ترجمہ: کیا آپ کو قیامت کی خبر پہنچی ہے، اس دن کتنے چہرے سہمے ہوئے ہوں گے، تھکے اور پریشان، دہکتی ہوئی آگ میں جلیں گے، اور کھولتے ہوئے چشمے سے انہیں پانی پلایا جائے گا، ان کا کھانا کانٹے دار درخت ہوگا، جو نہ

صحت بخش ہوگا اور نہ بھوک مٹائے گا، کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنی کوشش پر خوش، عالیشان جنت میں ہوں گے، اس میں کوئی لایعنی بات نہیں سنیں گے، اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے، اس میں اونچے تخت ہوں گے، سجے ہوئے پیالے، ترتیب سے لگے ہوئے گاؤ تکیے، اور بچھے ہوئے قالین۔

کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسی ان کی تخلیق ہے، اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے ان کو بلند کیا گیا ہے، اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح وہ جمائے گئے ہیں، اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بچھا دی گئی ہیں، تو آپ نصیحت کرتے رہئے۔ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے، آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں، البتہ جو شخص منھ پھیرے گا اور کفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑا عذاب دیں گے، یقیناً ان کو ہمارے پاس آنا ہے، پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب وکتاب ہے۔

تفسیر:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اتری، اس کا نام الغاشیۃ ہے، اس کے معنی ہیں: ڈھانپنے والی چیز۔ اس سے مراد قیامت اور اس کے ہولناک مناظر ہیں، جو انسان کو حواس باختہ کردیں گے، اس سورت کو رسول اللہ ﷺ جمعہ اور عید الفطر اور عید الأضحیٰ میں پڑھتے تھے (صحیح مسلم: ۸۷۸)، اس سورت میں کئی امور قابل توجہ ہیں:

۱۔ قیامت اور اس کے ہولناک مناظر کا تذکرہ ہے۔

۲۔ جنت اور اس میں داخل ہونے والے افراد کے لئے اللہ تعالیٰ نے

جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، ان کا تذکرہ ہے۔

٣۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین کا تذکرہ کر کے عقیدۂ توحید کو ثابت کیا ہے۔

٤۔ انبیاء کرام دین کی دعوت کے لئے دنیا میں آتے تھے، ان کا کام صرف یاد دہانی اور نصیحت تھا، ہدایت دینا نہیں تھا، سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، وہی سب کا حساب لے گا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ توحید اور آخرت کو واضح انداز میں بیان کیا ہے، قیامت اور جنت کے مناظر سے جہاں عقیدۂ آخرت کو بیان کیا گیا ہے وہیں اونٹوں اور دیگر مخلوقات کے تذکرہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اونٹ کی خلقت اور آسمان، پہاڑ، زمین کی پیدائش اللہ تعالیٰ قدرت کا شاہکار ہے، اس میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اس کی بندگی میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے۔

آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے دعوت اسلامی کی راہ میں کام کرنے والے افراد کے لئے اعلیٰ کردار کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کی اطاعت اونٹ کی طرف ہونی چاہئے، جو اپنے مالک کو خوش کرنے کے لئے پانچ پانچ دن پیاسا رہتا ہے، اور ان کی ہمت آسمان کی طرح بلند، اور ان کے ارادے پہاڑوں کی طرح مضبوط اور ان میں زمین کی طرح تواضع ہونی چاہئے۔

سورۃ الأعلیٰ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (١) الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى (٢) وَ
الَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى (٣) وَ الَّذِىْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى (٤) فَجَعَلَهٗ غُثَآءً
اَحْوٰى (٥) سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى (٦) اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَ مَا يَخْفٰى (٧) وَ نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى (٨) فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ
الذِّكْرٰى (٩) سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى (١٠) وَ يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى (١١)
الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى (١٢) ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى (١٣)
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (١٤) وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (١٥) بَلْ تُؤْثِرُوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (١٦) وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (١٧) اِنَّ هٰذَا لَفِى
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (١٨) صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى (١٩)

ترجمہ: آپ اپنے عالی شان رب کی تسبیح بیان کیجئے، جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا، اور جس نے ہر چیز کا اندازہ لگایا اور اس کی طرف رہنمائی کی، اور جس نے چارا اُگایا، پھر اس کو کوڑا کرکٹ کر دیا، عنقریب ہم آپ کو

پڑھائیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں، مگر جو اللہ چاہے، وہ ظاہری اور پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے، اور ہم آپ کو آسان (شریعت) کے لئے سہولت دیں گے، تو آپ نصیحت کیجئے، اگر نصیحت فائدہ دے، جس کے اندر ڈر رہوتا ہے وہی نصیحت حاصل کرتا ہے، اور بدبخت اس سے دور رہتا ہے، جو بڑی آگ (جہنم) میں جلے گا، اس میں نہ وہ مرے گا اور نہ جئے گا، وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو پاک کرلیا، اور اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی، بلکہ بات یہ ہے کہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، اور آخرت اس سے بہتر اور پائیدار ہے، یہ بات اولین صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

فضیلت:

اس سورت کا نام سورۃ الأعلی ہے، اس سورت کو رسول اللہ ﷺ جمعہ، عیدین کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے، (مسند احمد بروایت نعمان بن بشیر) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: نماز میں سبح اسم ربك الأعلى اور والشمس وضحاها، اور والليل إذا يغشىٰ کیوں نہیں پڑھتے؟ وتر کی نماز میں بھی سبح اسم ربك الأعلى، اور سورة الكافرون اور سورة الإخلاص پڑھنے کی فضیلت آئی ہے (مسند احمد بروایت حضرت ابی بن کعب)

تفسیر:

اس سورت کے بنیادی مضامین میں اللہ کی تسبیح کرنا، حفظ قرآن میں اللہ کی مدد کا شامل حال ہونا، شریعت کا آسان ہونا، نصیحت کرنا، کامیابی کے اصول، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیب سے پاک ہے، تسبیح کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک ہونے پر ایمان لاتے ہیں، جس نے ہر چیز پیدا کی اور اس کو صحیح اور درست بنایا، اور اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو صحیح اور مناسب اندازہ سے رکھا، پھر انسان کو اس کی طرح رہنمائی کی، اللہ ہی نے سبزا اُگایا اور وہی اس کو چورا چورا کر دیتا ہے، اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے، پھر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو قرآن ہم آپ پر اتار رہے ہیں، اس کا یاد کرانا ہمارے ذمہ ہے، اور اس کے جس حصہ کو ہم چاہیں گے بھلا دیں گے، وہ بھلا دینا بھی منسوخ کرنے کی ایک شکل ہوگی، اور شریعت کی تمام باتیں آپ کے لئے آسان کردیں گے، یعنی وحی کا یاد کرنا، اور اس کے مطابق عمل کرنا۔

آپ کا کام نصیحت کرنا اور آگاہ کرنا ہے، اور نصیحت سے وہی فائدہ اٹھائے گا جس کے اندر اللہ کا ڈر ہوگا، لیکن جو بدنصیب ہوگا وہ اس سے دور رہے گا، اور وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، اور اس میں وہ جلتا رہے گا، نہ مرے گا نہ جئے گا

یعنی مرکر اسے آرام نہیں ملے گا اور نہ جینا اس کا فائدہ مند ہوگا ، بلکہ وہ سخت مصیبت اور پریشانی میں رہے گا۔

آخر میں ایک اصول بتادیا گیا کہ بامراد اور کامیاب وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کو ہر قسم کی آلائش اور گندگی سے پاک کرتا ہے، اور اللہ کو یاد کرتا ہے اور نماز کا اہتمام کرتا ہے، لیکن لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اس اصول کامیابی کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور دنیوی فائدہ کو اہمیت دیتے ہیں، جب کہ اگر آخرت کا استحضار ہو اور اس کے مطابق عمل ہو تو دائمی کامیابی حاصل ہوگی ۔ کامیابی کے یہ اصول صرف قرآن مجید ہی میں نہیں ہے ، بلکہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی ہیں۔

سورة الطارق

وَالسَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ (١) وَ مَآ اَدۡرٰكَ مَا الطَّارِقُ (٢) النَّجۡمُ
الثَّاقِبُ(٣) اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ (٤) فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ
خُلِقَ(٥) خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ (٦) يَّخۡرُجُ مِنۡ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ
التَّرَآئِبِ(٧) اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ (٨) يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ (٩) فَمَا لَهٗ
مِنۡ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ (١٠) وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ (١١) وَ الۡاَرۡضِ
ذَاتِ الصَّدۡعِ (١٢) اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ(١٣) وَّ مَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ (١٤)
اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا (١٥) وَّ اَكِيۡدُ كَيۡدًا(١٦) فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ
اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا (١٧)

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی، اور آپ کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے، وہ چمک دار ستارہ ہے، کوئی جان ایسی نہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو، تو انسان کو غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے پیدا کیا گیا ہے، وہ اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے، بے شک اللہ اس (انسان) کو لوٹانے پر قادر ہے، اس دن جب اندرونی باتوں کو جانچا جائے گا، تو اس دن انسان کے پاس نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار۔

قسم ہے بارش والے آسمان کی ، اور قسم ہے پھٹنے والی زمین کی کہ یہ قرآن فیصلہ کن کلام ہے، یہ کوئی غیر سنجیدہ کلام نہیں ہے، وہ سازش کر رہے ہیں، اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں، تو آپ کافروں کو چھوڑ دیجئے، اور چند دن اور ان کو مہلت دے دیجئے۔

تفسیر:

یہ سورت سورۃ الطارق ہے، اور طارق کے معنی ہیں رات میں آنے والا، ستارہ چونکہ رات میں روشن ہوتا ہے، اس لئے اس کو طارق کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے روشن ستارے کی قسم کھائی ہے اور یہ قسم کھانا عظمت کے لئے نہیں ، بلکہ اس تناظر میں ہے کہ یہ ستارہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کر رہا ہے، اور اس کو رب اور معبود مان رہا ہے۔

قسم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہر انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو فرشتے متعین ہیں ، جو اس کے اچھے برے اعمال کو نوٹ کرتے ہیں، اور قیامت کے دن ان اعمال کو انسان کے سامنے پیش کیا جائے گا ، تو انسان کو اپنا مقصدِ تخلیقِ عبادت پیش نظر رکھ کر زندگی گذارنی چاہیئے ، اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی دوبارہ اس کو زندہ کریں گے، اور اس کا حساب لیں گے، قیامت کے دن، جب

انسان کو اس کا عمل ہی نجات دے گا اور کوئی چیز اس کو نہیں بچا سکتی، نہ مال، نہ اولاد، نہ منصب اور نہ عہدہ۔

پھر اللہ نے آسمان کی قسم کھائی ہے اور زمین کی قسم کھائی ہے، اور بارش والے آسمان اور پھٹنے والی زمین یعنی آسمان جس سے بار بار بارش ہوتی ہے، اور زمین جس سے پودے اور گھاس پھونس نکلتی ہے، اس کے بعد بتایا کہ یہ قرآن مجید کوئی عام کتاب نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب ہے، اس قرآن کے بارے میں لوگ بہت سی باتیں کہہ رہے ہیں، اور دیگر شرارتوں میں مبتلا ہیں تو اللہ تعالیٰ تدبیر کر رہا ہے، چند دنوں اس نے مہلت دے رکھی ہے، جب پکڑے گا تو کسی کو نہیں چھوڑے گا۔

سورۃ البروج

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (١) وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ (٢) وَ شَاهِدٍ
وَّ مَشْهُوْدٍ(٣) قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ (٤) النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ (٥) اِذْ
هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ (٦) وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ (٧) وَ
مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (٨) الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ (٩) اِنَّ الَّذِيْنَ
فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ
عَذَابُ الْحَرِيْقِ (١٠) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ (١١) اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ
لَشَدِيْدٌ (١٢) اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ (١٣) وَ هُوَ الْغَفُوْرُ
الْوَدُوْدُ(١٤) ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (١٥) فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (١٦) هَلْ
اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ (١٧) فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ (١٨) بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فِیْ تَكْذِيْبٍ(١٩) وَ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ (٢٠) بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ
مَّجِيْدٌ (٢١) فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ(٢٢)

ترجمہ: قسم ہے برجوں والے آسمان کی، قسم ہے آخرت کے دن کی، اور حاضری والے دن (جمعہ) کی اور اس دن کی جس دن حاضر ہوا جاتا ہے یعنی یوم عرفہ، خندق والے ہلاک ہوئے، ایندھن کی آگ والے، جب وہ (بادشاہ اور وزیر و غیرہ) وہاں بیٹھے تھے، اور ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ (ان کے کارندے) کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے، انہوں نے (ایمان والوں سے) اس بات کا انتقام لیا کہ وہ ایمان لائے اللہ رب العزت پر، جو زبردست ہے اور لائق تعریف ہے، جس کی بادشاہت ہے زمین و آسمانوں میں، اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ بے شک جنہوں نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو ستایا تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے، اور ان کے لئے (خاص طور پر) آگ کا عذاب ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے، اور نیک کام کئے، تو ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور یہ ہے بڑی کامیابی، یقیناً آپ کے رب کی پکڑ سخت ہے، وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے، اور وہی دوسری بار زندہ کرے گا، وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا محبت والا ہے، عرش کا مالک، عظمت والا ہے، جو کچھ چاہتا ہے کر گزرتا ہے، کیا آپ کو لشکر والوں کا قصہ معلوم ہے: فرعون اور ثمود کا، اصل یہ ہے کہ کافر (اللہ کی نشانیوں کو) جھٹلا رہے ہیں، اور اللہ ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے، اصل یہ ہے کہ یہ عظمت والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔

تفسیر:

سورۃ البروج مکہ مکرمہ میں اتری، اس میں مسلمانوں کو ایمان پر قائم رہنے اور جمنے کی تلقین کی گئی ہے، مثال طور پر خندق والوں کے واقعہ کی اشارہ کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک بادشاہ تھا، جس کا ایک جادوگر تھا، جب جادوگر بوڑھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اس لئے کسی نوجوان کو میرے پاس بھیج دیں، تاکہ میں اس کو جادو سکھا دوں، بادشاہ نے ایک نوجوان کو اس کے پاس بھیج دیا، جب وہ جادوگر کے پاس جاتا تو اس کو راستہ میں ایک راہب (عیسائی عالم) کی عبادت گاہ ملتی، وہاں بھی وہ تھوڑی دیر رک جاتا، اس کے بعد جادوگر کے پاس جاتا، اس طرح وہ دونوں سے استفادہ کرتا رہا۔

ایک دن وہ جادوگر کے پاس جانے کے لئے نکلا کہ راستہ میں ایک شیر نظر آیا، جس نے لوگوں کا راستہ روک دیا تھا، اور لوگ بھی کھڑے پریشان تھے، اس نے اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ! اگر راہب کا دین صحیح ہے تو اس شیر کو میں پتھر سے مار رہا ہوں تو اس کو موت دے دے، پھر اس نے پتھر سے مارا، تو وہ شیر مر گیا، اور راستہ صاف ہو گیا، اور لوگ آنے جانے لگے۔

اب یہ نوجوان راہب کے پاس پہونچا اور اس نے اس کو پورا قصہ بتایا تو راہب کہا کہ بیٹے! اب تم ماہر ہو گئے ہو، تم کو آزمائش میں ڈالا جائے گا، لیکن تم میرا نام نہ بتانا، وہ نوجوان لوگوں کا علاج کرنے لگا، لوگ اس کے پاس آتے اور اللہ کے حکم سے شفایاب ہو کر جاتے، ایک مرتبہ بادشاہ کا نوکر آیا، اور وہ نابینا تھا، اس نے کہا کہ میرا بھی علاج کر دیں، اس نے کہا کہ اللہ شفا دیتا ہے، میں شفا نہیں دیتا، چنانچہ اس نوجوان نے علاج کیا، اور وہ شفایاب ہو گیا، نوکر دربار میں بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تمہاری بیماری کیسے دور ہوئی؟ اس نے کہا کہ میرے رب نے یہ بیماری دور کی ہے، بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، پھر بادشاہ کو غصہ آیا، اس نے اس نوکر کو سزا دی تو اس نے اس نوجوان کا نام بتا دیا، نوجوان کو بلایا گیا، اور اس کو سزا دی گئی تو اس نے بھی اس راہب کا نام بتا دیا، راہب کو بلایا گیا، اور کہا گیا کہ اگر تم اپنا دین نہیں چھوڑو گے تو تم کو آرے سے چیر دیا جائے گا، چنانچہ اس کو آرے سے چیر دیا گیا، بادشاہ کے نوکر سے بھی دین سے پھرنے کے لئے کہا گیا، اس نے بھی انکار کیا تو اس کو بھی آرے سے چیر دیا گیا۔

اب نوجوان کی باری آئی، اس کو چند لوگوں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر لے جانے کا حکم دیا گیا، تاکہ وہاں سے اس کو پھینک دیا جائے، کچھ لوگ اس

نوجوان کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے ، وہاں زلزلہ آیا، سب مر گئے ، لیکن نوجوان بچ گیا ،اور بادشاہ کے پاس آیا ، بادشاہ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میرے رب نے مجھے بچالیا، پھر بادشاہ نے نوجوان کو چند لوگوں کے ساتھ بیچ سمندر میں ڈالنے کے لئے بھیجا، اللہ کی قدرت کہ جو افراد نوجوان کو لے کر گئے تھے وہ ڈوب گئے ، اور نوجوان بادشاہ کے پاس صحیح سلامت واپس آ گیا ، بادشاہ نے پوچھا: تم کو کس نے بچایا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو میرے رب نے بچایا۔

پھر نوجوان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ مجھ کو مارنا چاہتے ہیں تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں، اور مجھ کو سولی پر چڑھائیں اور میرے رب کا نام لے کر مجھ پر تیر چلائیں تو آپ مجھے ماردیں گے، چنانچہ بادشاہ نے ایسا کیا، اور نوجوان کو تیر لگا، اور اس کا انتقال ہو گیا۔

اس منظر کو دیکھ کر میدان میں جتنے افراد تھے انہوں نے یکبارگی اسلام قبول کرلیا، بادشاہ حیران رہ گیا کہ جس چیز کو میں مٹانا چاہتا تھا وہ تو بڑھ گئی، چنانچہ اس نے ایک خندق کھودنے کا حکم دیا، خندق کھودا گیا، اور اس میں آگ جلائی گئی، اور جتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کو اس میں ڈال دیا گیا۔

والسماء ذات البروج کے معنی برجوں والے آسمان۔ اس سے مراد یا تو بارہ برج (منزلیں) ہیں جن کو سورج ایک سال میں پورا کرتا ہے، یا آسمانی

قلعے کے وہ حصے ہیں، جن کو فرشتے پہرہ دیتے ہیں، یا بڑے بڑے ستارے ہیں، جو آسمان پر ہیں۔

الیوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے، یعنی آخرت کا دن جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

شاھد سے مراد جمعہ کا دن ہے، وہ دن جو حاضر ہوتا ہے۔

مشہود سے مراد عرفہ کا دن ، جس میں لوگ عرفہ کے میدان میں حاضر ہوتے ہیں۔

یہ سورت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو ایمان پر قائم رہنا چاہئے ۔ چاہے حالات کچھ بھی ہوں، اہل مکہ اگر اپنی ہٹ دھرمی سے نہیں رکیں گے تو ان کا حشر فرعون اور ثمود کی طرح ہوگا۔

سورۃ الانشقاق

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (١) وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (٢) وَ اِذَا
الْاَرْضُ مُدَّتْ (٣) وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ (٤) وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ
حُقَّتْ (٥) يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ (٦) فَاَمَّا
مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ (٧) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا (٨) وَّ
يَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (٩) وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ(١٠)
فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا (١١) وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا (١٢) اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا (١٣) اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ (١٤) بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ
بَصِيْرًا(١٥) فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ (١٦) وَ الَّيْلِ وَ مَا وَسَقَ (١٧) وَ الْقَمَرِ
اِذَا اتَّسَقَ (١٨) لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (١٩) فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (٢٠)
وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ (٢١) بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ(٢٢)
وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ (٢٣) فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ(٢٤) اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (٢٥)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ اپنے رب کا حکم مانے گا اور وہ اسی

لائق ہے، اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کی تمام چیزوں کو باہر کردے گی، اور خالی ہوجائے گی، اور اپنے رب کا حکم مانے گی اور وہ اسی لائق ہے، اے انسان! تو اپنے رب تک پہونچنے میں (مرنے تک) بھرپور کوشش کرتا ہے، پھر تو اس سے جا ملے گا، تو جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں ہوگا، تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش واپس آئے گا، اور جس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، تو وہ موت کو پکارے گا، اور جہنم میں داخل ہوگا، یقیناً وہ اپنے اہل وعیال میں مست رہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس نہیں ہونا ہے، کیوں نہیں، اس کا پروردگار اس سے خوب واقف ہے۔

میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ سمیٹتی ہے، اور چاند کی جب وہ بدر کامل بن جاتا ہے: تم کو ضرور ایک حالت سے دوسری حالت تک پہونچنا ہے۔

تو انہیں کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے، اور جب قرآن ان پر پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے، بلکہ یہ کافر (الٹی)) تکذیب کرتے ہیں، اور جو کچھ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے۔

آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجئے، مگر جو لوگ ایمان لائے، اور اچھے عمل کرتے ہیں تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

تفسیر:

سورۂ انشقاق مکہ مکرمہ میں اتری، اس میں قیامت کے مناظر بیان کئے گئے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹے گا، کیونکہ وہ اسی کے حکم کے تابع ہے، قرآن کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پھٹے گا تو اس سے فرشتے اتریں گے، اسی طرح زمین پھیل دی جائے گی، تاکہ دنیا کے آغاز سے انجام تک تمام لوگوں کے لئے وسیع ہو جائے، اور اپنے خزانے، دفینے، مردے اگل دے گی، اور تمام ذخائر سے خالی ہو جائے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان! تم مرنے تک سخت محنت ومشقت کرتے ہو، مرنے کے بعد تم کو اللہ سے ملنا ہے تو اگر اچھے اعمال ہوں گے تو تمہاری کامیابی ہے، اور اگر اعمال برے ہوں گے تو ہلاکت یقینی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے: شام کی سرخی کی اور رات اور اس میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں، اور چاند کی جب وہ بدر کامل ہو جاتا ہے، اس کے بعد فرمایا کہ کسی بھی چیز میں ایک حالت نہیں رہتی ہے، بلکہ حالت بدلتی رہتی ہے۔

لوگوں کا معاملہ ہے کہ اتنی عام فہم بات نہیں سمجھتے، اور اللہ کا انکار کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کے لئے ہی اللہ کے پاس بے پناہ اجر وثواب ہے، دوسرے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

سورۃ المطففین

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (١) الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ
يَسۡتَوۡفُوۡنَ(٢) وَ اِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ (٣) اَلَا يَظُنُّ
اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ (٤) لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ (٥) يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ
الۡعٰلَمِيۡنَ (٦) كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِىۡ سِجِّيۡنٍ (٧) وَ مَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا
سِجِّيۡنٌ (٨) كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ (٩) وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ (١٠) الَّذِيۡنَ
يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ (١١) وَ مَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ (١٢)
اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ (١٣) كَلَّا بَلۡ ؕ رَانَ عَلٰى
قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ (١٤) كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ
لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ (١٥) ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ (١٦) ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا
الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ (١٧) كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِىۡ
عِلِّيِّيۡنَ(١٨) وَ مَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا عِلِّيُّوۡنَ (١٩) كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ (٢٠)
يَّشۡهَدُهُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ (٢١) اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ نَعِيۡمٍ (٢٢) عَلَى الۡاَرَآئِكِ
يَنۡظُرُوۡنَ(٢٣) تَعۡرِفُ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِيۡمِ (٢٤) يُسۡقَوۡنَ مِنۡ

رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ (٢٥) خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ
الْمُتَنَافِسُوْنَ (٢٦) وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ (٢٧) عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا
الْمُقَرَّبُوْنَ (٢٨) اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يَضْحَكُوْنَ(٢٩) وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (٣٠) وَ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى
اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ (٣١) وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ
لَضَآلُّوْنَ(٣٢) وَ مَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ (٣٣) فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ (٣٤) عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ (٣٥)
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (٣٦)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، جب لوگوں سے کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا انہیں اس بات کا خیال نہیں کہ وہ (مرنے کے بعد) دوبارہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے دن (میں پیشی) کے لئے، جس دن تمام لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے (حساب وکتاب کے لئے)۔

ہرگز نہیں (ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ دن نہ آئے) یقیناً بدکار لوگوں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا، اور آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟ ایک رجسٹر لکھا ہوا، اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے، جو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں، اور

اس کو نہیں جھٹلاتا مگر وہی شخص جو حد سے تجاوز کرنے والا اور گناہ گار ہے، جب اس کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتا ہے کہ یہ گذشتہ لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

ہرگز ایسا نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے زنگ جم گئے ہیں، ہرگز ایسا نہیں (یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کو سزا نہ ملے، ان کے لئے سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ) وہ دیدار الٰہی سے محروم کر دیئے جائیں گے، پھر ان کو جہنم میں داخل ہونا ہوگا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ہرگز ایسا نہیں، نیک لوگوں کا نامہ اعمال علیین میں ہے، اور آپ کو کیا خبر کہ علیین کیا ہے، وہ ایک لکھا ہوا رجسٹر ہے، جس کے پاس مقرب فرشتے رہتے ہیں، یقیناً نیک افراد نعمتوں میں ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے، آپ ان کے چہروں پر نعمتوں کی تروتازگی دیکھیں گے، ان کو مہر بند شراب ملے گی، جس کی مہر مشک کی ہوگی، ایسی ہی چیزوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس (شراب) میں تسنیم کی ملاوٹ ہوگی، (تسنیم) وہ چشمہ (ہے) جس سے اللہ کے مقرب بندے پیئیں گے۔

بے شک جو مجرم تھے مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، اور جب ان

کے پاس سے گذرتے تو ان پر جملے کستے تھے، اور جب اپنے گھروں کو جاتے تھے تو تفریحی باتیں کرتے جاتے تھے، اور جب ان (مسلمانوں) کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں، حالانکہ وہ مسلمانوں پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں، تو آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے، مسہریوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے، یقیناً کافروں کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ مل کر رہا۔

تفسیر:

یہ سورۂ مطففین ہے، مکہ مکرمہ کے آخری دور میں اتری، اس کی ابتدائی آیات میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے تباہی اور خرابی کی بات کہی گئی ہے، ناپ تول میں کمی کرنا حقوق العباد میں دخل اندازی ہے، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اسی مرض میں مبتلا تھی، چنانچہ وہ سخت عذاب سے دوچار ہوئی، سنن ابن ماجہ (حدیث: ۴۰۱۹) میں ہے کہ جب قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر قحط سالی اور ظالم حکمراں مسلط کردیتے ہیں۔

ناپ تول میں کمی تو ایک عنوان ہے، اس کے ضمن میں بندوں کے حقوق کی پامالی کی ساری صورتیں داخل ہیں: وعدہ خلافی، بدعہدی، ذمہ داری کو صحیح طریقہ پر نہ ادا کرنا وغیرہ، اس خرابی سے محفوظ رہنے کا آسان طریقہ ہے کہ آخرت کا استحضار رہے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس جواب دہی کا احساس قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نیک افراد کے لئے اپنی کی طرف سے تیار کی گئی مہمان نوازی کا تذکرہ کیا ہے، نیک افراد کا اعمال نامہ علیین میں ہوگا، علیین مسند احمد کی روایت کے مطابق ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے ایک جگہ ہے (بروایت براء بن عازبؓ حدیث نمبر: ۱۸۵۵۷) اور ان کی حفاظت مقرب فرشتوں کے ذریعہ کی جائے گی، اور نیک افراد اللہ تعالیٰ کی طرف دیئے گئے انعامات سے لطف اندوز ہوں گے، ان کی ظاہری حالت سے اس کا اندازہ بھی ہوگا، ان کو پینے کے لئے اعلیٰ قسم کا مشروب دیا جائے گا، جس پر مشک کی مہر ہوگی، اور جنتی چشمہ تسنیم سے اس کو لایا جائے گا۔

دنیا میں اہل ایمان ہر جگہ کافروں کے نشانہ پر رہتے ہیں جسمانی، کلامی اور ثقافتی متنوع انداز سے ان کو پریشان کرتے ہیں، چلتے پھرتے ان پر جملے کستے ہیں، اور ان پر اپنی دھونس جماتے ہیں، اور آپس میں دل لگی باتیں کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان ایمان والوں کو اعزاز و اکرام سے نوازیں گے تو کافروں کو حیرت ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ کافروں کو ان کے اعمال بد کا بدلہ ملا۔

سورۃ الانفطار

إِذَا السَّمَاء انفَطَرَتْ (١) وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ (٢) وَإِذَا
الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (٣) وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ (٤) عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ
وَأَخَّرَتْ (٥) يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (٦) الَّذِي
خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ (٧) فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاء رَكَّبَكَ (٨) كَلَّا
بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ (٩) وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ (١٠) كِرَاماً كَاتِبِينَ
(١١) يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (١٢) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (١٣) وَإِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (١٤) يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ (١٥) وَمَا هُمْ عَنْهَا
بِغَائِبِينَ (١٦) وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ (١٧) ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ
الدِّينِ (١٨) يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئاً وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (١٩)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب ستارے بکھر جائیں گے، اور جب سارے سمندر بہہ پڑیں گے، اور جب قبریں الٹ دی جائیں گی، تو ہر شخص کو اس کے اگلے اور پچھلے اعمال معلوم ہو جائیں گے، اے انسان! تم کو کس چیز نے اپنے کریم پروردگار سے دھوکہ میں رکھا۔ (وہ اللہ) جس نے تم کو پیدا کیا،

پھر تمہارے اعضاء درست کیئے، پھر تم کو اعتدال پر بنایا، اور جس صورت میں چاہا تم کو ڈھال دیا، ہرگز نہیں، (یعنی بھول میں نہ پڑنا)، اصل یہ ہے کہ تم قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو، جب کہ تمہارے اوپر نگراں مقرر ہیں، معزز لکھنے والے (فرشتے) جو تم کرتے ہو، اس سے خوب واقف ہیں، بے شک نیک افراد نعمتوں میں ہوں گے، اور بے شک بدکار افراد دوزخ میں ہوں گے، اس میں وہ بدلہ کے دن داخل ہوں گے اور آپ کو کیا خبر کہ بدلہ کا دن کیا ہے، ہاں، یہ دن وہ ہے کہ جس دن کوئی انسان کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکے گا، اور حکم اللہ ہی کا ہوگا۔

تفسیر:

یہ سورت سورۃ الانفطار ہے، مکہ مکرمہ میں اتری، مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من سرّه ينظر إلى القيامة رأى عين، فليقرأ إذا الشمس كورت، و إذا السماء انفطرت و إذا السماء انشقت.

(جو شخص قیامت کے مناظر کو کھلی آنکھوں دیکھنا چاہتا ہے تو سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق پڑھنا چاہئے)۔

اس میں قیامت کے ہولناک مناظر کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو آسمان اللہ کے حکم سے پھٹ جائے گا، ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر

گر جائیں گے، اور سارے سمندر کھارے اور میٹھے ملا دیئے جائیں گے اور زمین اپنے خزانے اگل دے گی، اور مردے قبروں سے باہر آ جائیں گے، اور میدان حشر کی طرف رواں دواں ہوں گے، اس دن روز ہر انسان کو اس کے اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے دکھا دیئے جائیں گے۔

ان مناظر کے تذکرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخاطب کیا ہے کہ اے انسان! تم کیوں غفلت میں پڑے ہو، اس اللہ ربّ العزت کی عبادت اور اطاعت کیوں نہیں کرتے؟ جس نے تم کو پیدا کیا، تمہارے اعضاء وجوارح درست کئے، اور جسم کی ہر چیز کو معتدل بنایا، اس کے بعد کسی کو مذکر بنایا، کسی کو مؤنث اور کسی کو تیسری قسم یعنی مخنث، وغیرہ وغیرہ۔

اے انسان! تمہیں اپنے پروردگار کو نہیں بھولنا چاہئے، اگر تم قیامت کے دن پر ایمان رکھتے، اور تمہیں فرشتے کے ہر ہر عمل کے رکارڈ کئے جانے کا یقین ہوتا، تو تم غفلت کا شکار نہ ہوتے، واضح رہے کہ دو فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اچھے اور برے اعمال کو لکھنے کے لئے مقرر ہیں، ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں، سورۂ ق میں آیا ہے: "اِذْ یتلقی المتلقیان عن الیمین و عن الشمال قعید، ما یلفظ من قول إلا لدیه رقیب عتید." (ق:۱۷-۱۸) (انہیں اس وقت کی یاد دلایئے، جب دو گرفت میں لینے والے

فرشتے دائیں اور بائیں بیٹھنے والے گرفت میں لاتے رہتے ہیں، وہ کوئی لفظ منھ سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ وہ اس کے آس پاس ہی ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار رہتا ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ نیک افراد نعمتوں میں ہوں گے اور برے افراد دوزخ میں ہوں گے، اس میں وہ چلیں گے، اور یہ سب قیامت کے دن ہوگا جب کوئی انسان کسی انسان کے لئے کچھ نہیں کر سکے گا، اور اللہ تعالیٰ ہی کا چلے گا۔

سورۃ التکویر

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ (١) وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ (٢) وَ اِذَا
الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ (٣) وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ (٤) وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ (٥)
وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ (٦) وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (٧) وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ
سُئِلَتۡ (٨) بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ (٩) وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (١٠) وَ اِذَا
السَّمَآءُ كُشِطَتۡ (١١) وَ اِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ (١٢) وَ اِذَا الۡجَنَّةُ
اُزۡلِفَتۡ (١٣) عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ (١٤) فَلَاۤ اُقۡسِمُ
بِالۡخُنَّسِ (١٥) الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ (١٦) وَ الَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ (١٧) وَ
الصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ (١٨) اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ (١٩) ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ
ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ (٢٠) مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ (٢١) وَ مَا صَاحِبُكُمۡ
بِمَجۡنُوۡنٍ (٢٢) وَ لَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ (٢٣) وَ مَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ
بِضَنِيۡنٍ (٢٤) وَ مَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ (٢٥) فَاَيۡنَ
تَذۡهَبُوۡنَ (٢٦) اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (٢٧) لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ
يَّسۡتَقِيۡمَ (٢٨) وَ مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ (٢٩)

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، اور ستارے بے نور ہوجائیں گے، اور جب پہاڑ چلا دیئے گے، اور حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی، اور جب وحشی جانور جمع کر دیئے جائیں گے، اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے، اور ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کر دیئے جائیں گے، اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے کہ کس وجہ سے اس کو مارا گیا، اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے، اور جب آسمان کے پردے ہٹا لئے جائیں گے، اور جب جہنم بھڑکا دی جائے گی، اور جب جنت قریب کر دی جائے گی، اس وقت ہر انسان کو معلوم ہو جائے گا جو وہ عمل لے کر آیا ہے۔

میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والوں ستاروں کی، چلنے پھرنے والے اور چھپنے والے ستاروں کی، اور رات کی قسم کھاتا ہوں جب وہ جانے لگے، اور صبح کی جب وہ آنے لگے، یہ قرآن ہے ایک معزز فرشتے کا (لایا ہوا)، جو قوت والا ہے، عرش والے کے پاس اونچے مرتبہ والا ہے، وہاں (فرشتوں میں) ایسا ہے جس کی بات مانی جاتی ہے، اور انتہائی امانت دار ہے، اور تمہارے ساتھی مجنون نہیں ہیں، اور انہوں نے فرشتہ کو کھلے افق پر دیکھا ہے، وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخل کرنے والے نہیں ہیں، اور یہ قرآن کسی مردود شیطان کا کلام نہیں ہے، تو تم لوگ کدھر جا رہے ہو، یہ قرآن تو بس ایک نصیحت نامہ ہے، دنیا والوں کے

لئے ،یعنی اس کے لئے جوتم میں سے سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہے ، اورتم بغیر
پروردگار عالم کے کچھ بھی نہیں کرسکتے ۔

تفسیر:

یہ سورۂ تکویر ہے،مکہ مکرمہ میں اتری ہے،اس میں قیامت کے ہولناک مناظر کا تذکرہ کیا گیا ہے،بارہ مناظر ہیں،چھ پہلی صور پھونکے جانے کے وقت اور چھ دوسری صور پھونکے جانے کے وقت ، جب قیامت قائم ہوگی تو سورج کی روشنی ختم ہوجائے گی ، ستارے بھی بے نور ہوجائیں گے ، پہاڑ جو جمے ہوئے ہیں روئی کے گالوں کی طرح اڑیں گے، حاملہ اونٹنی جوعربوں میں بڑی قیمتی چیز ہوتی ہے یوں ہی بے کار پڑی ہوگی ، کوئی اس کی طرف توجہ نہیں کرے گا،اور وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے،تاکہ اگر ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے تو اس سے بدلہ لے سکے،اور سمندروں میں آگ لگادی جائے گی۔ پہلے تو سارے سمندر ایک کردیئے جائیں گے،پھر ان میں آگ بھڑکا دی جائے گی،اور جب روحوں کو جسموں سے ملادیا جائے گا،دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب ایک ایک قسم کے لوگ یکجا کردیئے جائیں گے،یعنی تمام مسلمان ایک جگہ اور تمام کافر ایک جگہ،اور جب زندہ دفن کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا، جہاں تک قتل کرنے والے سے پوچھے جانے کا سوال ہے تو وہ اتنا بڑا مجرم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ ہی نہیں کریں گے،اور اعمال نامے کھول دیئے جائیں

گے،اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا،یعنی آسمان پر ایک غلاف ہے، جو قیامت کے دن ہٹا دیا جائے گا اور جہنم کو مزید بھڑکا دیا جائے گا،اور جنت اہل تقویٰ کے قریب کردی جائے گی،اس وقت ہر انسان کو معلوم ہوجائے گا جو کچھ وہ لے کر آیا ہے۔

میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے ستاروں کی یعنی دن میں چھپ جانے والے گویا وہ پیچھے ہٹ گئے اور دن کی روشنی غالب رہی ،،اور چلنے پھرنے والے یعنی رات میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والے ،اور آخری رات میں ڈوب جانے والے ستاروں کی ،اور رات کی قسم کھاتا ہوں جب وہ جانے لگے،اور صبح کی جب وہ آنے لگے ، یہ قرآن ایک معزز فرشتہ حضرت جبرئیل امین لے کر آئے ہیں ، وہ طاقت وقوت والے ہیں،شیطان ان پر غالب نہیں آسکتا،اور عرش والے کے پاس بااقتدار ہیں،فرشتوں میں ان کی بات مانی جاتی ہے،اور نہایت امانت دار ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کوئی مجنون نہیں ہیں ، انھوں نے خود جبرئیل امین کو دوبار ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے: ایک بار مکہ میں آغاز نبوت میں،اور دوسری بار سدرۃ المنتہی کے پاس ،رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی کوئی بات چھپاتے نہیں ہیں ، بلکہ پوری بات من وعن بیان کردیتے ہیں،اور یہ قرآن کسی مردود شیطان کا کلام نہیں ہے، جب یہ بات حقیقت ہے تو اے لوگو! تم کیوں اس پر ایمان نہیں لاتے ، یہ تو پوری دنیا کے لوگوں کے لئے نصیحت نامہ ہے،یعنی اس شخص کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے،اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے۔

سورۃ عبس

عَبَسَ وَ تَوَلّٰى (١) اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (٢) وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ
يَزَّكّٰى (٣) اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى (٤) اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى (٥) فَاَنْتَ
لَهٗ تَصَدّٰى (٦) وَ مَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى (٧) وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ
يَسْعٰى (٨) وَ هُوَ يَخْشٰى (٩) فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى (١٠) كَلَّا ، اِنَّهَا
تَذْكِرَةٌ (١١) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (١٢) فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (١٣)
مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ (١٤) بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ (١٥) كِرَامٍ بَرَرَةٍ (١٦) قُتِلَ
الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ (١٧) مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ (١٨) مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ
فَقَدَّرَهٗ (١٩) ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ (٢٠) ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (٢١) ثُمَّ اِذَا
شَآءَ اَنْشَرَهٗ (٢٢) كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ (٢٣) فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى
طَعَامِهٖٓ (٢٤) اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا (٢٥) ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ
شَقًّا (٢٦) فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا (٢٧) وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا (٢٨) وَّ زَيْتُوْنًا وَّ
نَخْلًا (٢٩) وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا (٣٠) وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا (٣١) مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ
لِاَنْعَامِكُمْ (٣٢) فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ (٣٣) يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

اَخِيْهِ (٣٤) وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ (٣٥) وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ (٣٦) لِكُلِّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (٣٧) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ (٣٨) ضَاحِكَةٌ
مُّسْتَبْشِرَةٌ (٣٩) وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (٤٠) تَرْهَقُهَا
قَتَرَةٌ (٤١) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (٤٢)

ترجمہ: انہوں نے منہ بنایا، اور رخ پھیر لیا کہ ایک نابینا آیا، اور آپ کو کیا خبر، شاید کہ وہ سنور جاتا، یا نصیحت حاصل کرتا تو نصیحت اس کو فائدہ پہونچاتی، تو جو شخص بے اعتنائی برتا ہے، تو آپ اس کی فکر میں رہتے ہیں، حالانکہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ سنورے، اور جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے، اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے، تو آپ اس سے بے اعتنائی برتتے ہیں، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے، یہ قرآن تو بس ایک نصیحت ہے، تو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے۔ وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مقدس ہیں، بلند و بالا ہیں، اور پاک وصاف ہیں، ایسے نمائندوں کے ہاتھوں میں ہے، جو شریف اور نیک ہیں۔

انسان پر اللہ کی مار ہو وہ کتنا ناشکرا ہے، کس چیز سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے، اس کو اس نے پیدا کیا، اور اس کا نظام بنایا، پھر اس کے لئے راستہ کو آسان کر دیا، پھر اسے موت دی، اور اسے قبر میں پہونچا دیا، پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ اٹھائے گا، ہرگز نہیں، اسے جو حکم دیا گیا تھا اسے اس نے نہیں مانا، تو

انسان کو اپنے کھانے پر غور کرنا چاہئے کہ ہم نے (پہلے) موسلا دھار بارشیں برسائیں، پھر ہم نے زمین کو پھاڑا، پھر ہم نے اگایا اس میں اناج اور انگور، اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغات، اور میوے اور چارے، تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدہ کے لئے۔

تو جس دن کان پھاڑنے والی آواز آجائے گی تو انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا، اور اپنی ماں اور باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے، (کیونکہ) ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہو گی جو دوسرے سے بے نیاز کردے گی، اس دن بہت سے چہرے دمک رہے ہوں گے، ہنس رہے ہوں گے، ان کو خوشی حاصل ہو رہی گی، اور بہت سے چہرہ اس دن غبار آلود ہوں گے، ان پر سیاہی چھائی ہوگی، یہی وہ لوگ ہیں جو کافر تھے اور بدکار تھے۔

تفسیر:

سورۂ عبس ہے، مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اس میں دو حقیقتوں کا اظہار ہے: ایک اہل ایمان پر خصوصی توجہ، دوسرے انسان کی تخلیق اور اس کے مختلف مراحل کا تذکرہ۔ اور آخر میں محشر کا منظر اور اس کی خوفناک صورت حال۔

عبداللہ بن ام مکتوم ایک نابینا صحابی ہیں، انہوں نے آغاز اسلام میں اسلام قبول کرلیا تھا، اور ان کا انتقال ۱۶ھ میں ہوا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول

اللہ ﷺ سرداران قریش کے ساتھ دینی اور ایمانی گفتگو کر رہے تھے، مقصد یہ تھا کہ اگر یہ ایمان لائیں گے تو پورا علاقہ ایمان لائے گا، اسی درمیان عبداللہ بن ام مکتوم آگئے، وہ نابینا ہونے کی وجہ سے صورتحال کو سمجھ نہ سکے، اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو دین کا کچھ علم سکھا دیں، ان کے اس عمل سے رسول اللہ ﷺ کو ناگواری ہوئی، اور اپنا چہرہ گھما لیا، اور خود سرداران قریش بھی اٹھ کر چلے گئے کہ ہمارے مرتبہ سے کم تر آدمی کو یہاں بلایا گیا، اور مجلس برخاست ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں کہ نابینا صحابی کے آنے پر آپ نے منہ بنالیا، اور رخ پھیر لیا، یہ کسی طرح مناسب نہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعوتی اور ایمانی مقصد سے ایسا کیا تھا، لیکن چونکہ نبی کی طرف سے یہ بات تھی اس لئے اس کو اہمیت دی گئی۔ اور آئندہ کے لئے بتادیا گیا کہ کمزور صحابہؓ کو آپ اپنی توجہ سے کبھی بھی محروم نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، وہ قطرہ کی شکل میں تھا کہ اس کو اچھی شکل وصورت دی، پیدا کیا، اور اسباب زندگی کو اس کے لئے آسان کردیا، وہی اللہ ہے جو اسے موت دیتا ہے، اور دوبارہ اٹھانے پر قادر ہے، اس لئے انسان کو ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے کھانے کی متنوع چیزیں پیدا کی، پہلے پانی برسایا، پھر غلہ اگایا

، میوے اور پھل کو انسان کھاتا اور استعمال کرتا ہے، لیکن اپنے رب کی شکر گذاری کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے میدان حشر کے مناظر کا تذکرہ کیا ہے، الصاخۃ کان پھاڑنے والی آواز، وہ صور پھونکے جانے کی آواز ہے، اس دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا، ہر شخص اپنی حالت میں مشغول ہوگا، انبیا اور اولیاء بھی غیر اطمینانی کیفیت میں ہوں گے، دوسروں پر کوئی توجہ نہیں ہو سکے گی، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ میدان حشر میں مادر زاد ننگے ہوں گے، حضرت عائشہ نے پوچھا کہ کیا ایک دوسرے کو دیکھ نہیں رہے ہوں گے، فرمایا: منظر کی ہولناکی سے ایک دوسرے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گے۔ الأمر أهم من أن ينظر بعضهم إلى بعض (متفق علیہ)۔

میدان حشر میں ہر شخص ایک دوسرے سے بھاگے گا، بھائی اپنے بھائی سے، اپنے ماں باپ سے، اپنی بیوی اور اولاد سے اور ہر شخص اپنی ایسی حالت میں ہوگا کہ دوسرے کی طرف توجہ نہ سکے گی، جبکہ دنیا میں ایک دوسرے کے لئے قربان ہوتا تھا، اور جان چھڑکتا تھا، ناجائز سفارش کرتا تھا، اس دن کچھ چہرے ہشاش وبشاش ہوں گے اور کچھ پژمردہ اور بے رونق، بلکہ ان پر سیاہی چھائی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے ہماری حفاظت فرمائے۔

سورۃ النازعات

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا (١) وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا (٢) وَّ السّٰبِحٰتِ
سَبْحًا (٣) فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا (٤) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (٥) يَوْمَ تَرْجُفُ
الرَّاجِفَةُ (٦) تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (٧) قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ (٨) اَبْصَارُهَا
خَاشِعَةٌ (٩) يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ (١٠) ءَاِذَا كُنَّا
عِظَامًا نَّخِرَةً (١١) قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (١٢) فَاِنَّمَا هِيَ
زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (١٣) فَاِذَاهُمْ بِالسَّاهِرَةِ (١٤) هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ
مُوْسٰى (١٥) اِذْ نَادَاهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (١٦) اِذْهَبْ اِلٰى
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (١٧) فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى (١٨) وَ اَهْدِيَكَ
اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (١٩) فَاَرٰهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى (٢٠) فَكَذَّبَ وَ عَصٰى
(٢١) ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى (٢٢) فَحَشَرَ فَنَادٰى (٢٣) فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ
الْاَعْلٰى (٢٤) فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى (٢٥) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (٢٦) ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا (٢٧)
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا (٢٨) وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا (٢٩)

وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا (٣٠) اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا (٣١)
وَ الْجِبَالَ اَرْسٰهَا (٣٢) مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ (٣٣) فَاِذَا جَآءَتِ
الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (٣٤) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى (٣٥) وَ بُرِّزَتِ
الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى (٣٦) فَاَمَّا مَنْ طَغٰى (٣٧) وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
(٣٨) فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى (٣٩) وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ
نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (٤٠) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (٤١)
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (٤٢) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (٤٣)
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (٤٤) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا (٤٥) كَاَنَّهُمْ
يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا(٤٦)

ترجمہ:قسم ہے ان فرشتوں کی جو سختی سے جان نکالتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو آسانی سے بند کھول دیتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیزی سے تیرتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیزی سے دوڑتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ کے حکم سے ہر حکم کی تدبیر کرتے ہیں۔

(وہ دن آکر رہے گا) جس دن ایک زلزلہ آئے گا، اس دن بہت سے دل دھڑک رہے ہونگے، نگاہیں جھکی ہوں گی (یہ ایمان نہ لانے والے) کہتے ہیں کہ ہم پہلی حالت کی طرف واپس ہوں گے، کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں

ہو جائیں گے؟ کہتے ہیں کہ اس صورت میں واپسی بڑے خسارے کی ہوگی، وہ تو بس ایک ہولناک آواز ہے، جس سے لوگ فوراً میدان میں موجود ہوں گے۔

کیا آپ کو موسیٰ کی خبر پہونچی، جب کہ ان کے پروردگار نے انھیں میدان طویٰ میں آواز دی کہ فرعون کے پاس جائیں کہ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، اور پوچھئے: کیا تو چاہتا ہے کہ تو پاک وصاف ہو جائے اور میں تیری رہنمائی تیرے پروردگار کی طرف کردوں، تا کہ تیرے اندر ڈر پیدا ہو، پھر موسیٰؑ نے فرعون کو بڑی نشانی دکھلائی، لیکن فرعون نے جھٹلایا اور بات نہ مانی اور وہ سازشیں کرتے ہوئے پیچھے گیا، پھر اس نے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز میں لوگوں سے خطاب کیا اور اس نے کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں، اس پر اللہ نے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں مبتلا کیا، اس میں بڑی عبرت ہے ان کے لئے جو ڈرتے ہیں۔

کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا، جس کو اس نے بنایا، اس کی چھت کو بلند کیا اور اسے درست کیا، اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو روشن کیا اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا اور اس سے پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا، یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے ہے۔ تو جب قیامت کا بڑا ہنگامہ برپا ہوگا اس دن انسان یاد

کرے گا اس کو جو اس نے کوشش کی اور دیکھنے والوں کے لئے جہنم ظاہر کر دی جائے گی، تو جس نے سرکشی کی اور دنیا ہی کو ترجیح دی تو دوزخ اس کا ٹھکانا ہوگا اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے تو یقیناً اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

تفسیر:

ان آیتوں میں قیامت کے ہولناک منظر کا تذکرہ کیا گیا ہے ابتدائی پانچ آیتوں میں فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے کہ کچھ فرشتے وہ ہیں جو کافروں اور نافرمانوں کی روح سختی سے نکالتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو ایمان والوں کی روح آسانی سے نکالتے ہیں جیسے انسان بٹن دبائے یعنی ایمان والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور کچھ فرشتے وہ ہیں جو ایمان والوں کی روح کو تیزی سے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں، ان کا چلنا تیرنے کی طرح ہوتا ہے اور کچھ فرشتے وہ ہیں جو اللہ کے حکم سے معاملات کو انجام دیتے ہیں۔

بنیادی طور پر تو موت کا ایک فرشتہ ہے وہ عزرائیل علیہ السلام ہیں، لیکن ان کے ساتھ ان کے معاونین ہیں جن کا اس آیت میں تذکرہ کیا گیا ہے دیگر کاموں کی انجام دہی کے لئے حضرت جبرئیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت

اسرافیلؑ منکر نکیر، کراماً کاتبین وغیرہ ہیں۔

ان قسموں کے بعد فرمایا گیا کہ قیامت آ کر رہے گی، پہلی بار صور پھونکا جائے گا پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اس دن دل دھڑک رہے ہوں گے، نگاہیں جھکی ہوگی۔

جن لوگوں کو اللہ کے وعدہ پر یقین نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم مٹی اور کھوکھلی ہڈی ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ خود کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہمارا ہوگا۔

قیامت کا برپا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے، ایک ہولناک آواز ہوگی کہ لوگ میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کا تذکرہ کیا ہے، وہ اوالعزم انبیاء میں شمار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو شرف ہم کلامی سے ممتاز فرمایا، ان کو طویٰ کے میدان میں نبوت سے نوازا گیا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ مصر کی زمین پر فرعون نے سرکشی مچا رکھی ہے، وہاں جائیں اور اس کی اصلاح کی کوشش کریں، حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے، اور اپنے ساتھ حضرت ہارون کو بھی لے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اللہ کو ایک ماننے کی دعوت دی اور اللہ نے ان کو جو معجزہ عطا فرمایا وہ بھی دکھایا، لیکن فرعون اپنی سرکشی

اور ضد پر اڑا رہا، بلکہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف محاذ آرائی کی، لوگوں کو جمع کیا اور اپنی الوہیت کا اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دریائے قلزم میں ڈبو دیا، اور آخرت میں جہنم کی آگ تو اس کو گھیرے گی۔

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا یہ واقعہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے باعث عبرت ہے، لیکن جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں، وہ ان واقعات کو پچھلوں کی کہانی کہہ کر چھوڑ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

ان آیات میں قیامت سے متعلق تین حقائق کا اظہار کیا گیا ہے: پہلی حقیقت یہ ہے کہ مشرکین قیامت کو نہیں مانتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کیا ہے کہ کیا تم کو پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا وسیع وعریض آسمان کا، بلاشبہ ان کا جواب یہی ہوگا کہ آسمان کو پیدا کرنا مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان کو بنایا، سورج کا نظام بنایا، زمین کو فرش بنایا اس سے پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس میں جمایا، تو انسان کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لئے آسان ہے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی، اس کو بڑے ہنگامہ اور شور سے تعبیر کیا گیا ہے تو انسان کو اپنا سارا کیا کرایا یاد آئے گا اور جہنم کو دیکھنے والے دیکھیں گے اور لوگ دو گروہوں میں ہوں گے، نیک اور برے نیک وہ ہوں گے جو اللہ کا ڈر اپنے دل میں رکھتے تھے اور نفس کو خواہشات سے روکتے تھے

اور برے وہ ہوں گے جو سرکشی رہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے رہے، نیک افراد کا ٹھکانا جنت ہوگا اور برے افراد کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ کفار ومشرکین آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی تو اس کا جواب نہیں دیا گیا، کیونکہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے، نبی اور رسول کو بس اتنا ہی معلوم ہے کہ جتنا اللہ نے بتایا ہے، رسول کے ذمہ تو لوگوں کو قیامت کی ہولناکی سے آگاہ کرنا ہے جب قیامت آئے گی تو کافروں کو احساس ہوگا کہ دنیا میں شام یا صبح کے چند لمحے ٹھہرے۔

سورة النبأ

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ (١) عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ (٢) الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ
مُخْتَلِفُوْنَ (٣) كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (٤) ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (٥) اَلَمْ
نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا (٦) وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا (٧) وَّ خَلَقْنٰكُمْ
اَزْوَاجًا(٨) وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (٩) وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا (١٠) وَّ
جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (١١) وَّ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (١٢) وَّ
جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (١٣) وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا
(١٤) لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا (١٥) وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا (١٦) اِنَّ یَوْمَ
الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا (١٧) یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا (١٨)
وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا (١٩) وَّ سُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ
سَرَابًا (٢٠) اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (٢١) لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا (٢٢)
لّٰبِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا (٢٣) لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا (٢٤) اِلَّا
حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا (٢٥) جَزَآءً وِّفَاقًا (٢٦) اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ

حِسَابًا (٢٧) وَّ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كِذَّابًا(٢٨) وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ
كِتٰبًا (٢٩) فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا(٣٠) اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ
مَفَازًا(٣١) حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا (٣٢) وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا (٣٣) وَّ كَاْسًا
دِهَاقًا (٣٤) لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا(٣٥) جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ
عَطَآءً حِسَابًا (٣٦) رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا (٣٧) یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّالاقط
لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (٣٨) ذٰلِكَ الْیَوْمُ
الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا (٣٩) اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا،
یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَ یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا(٤٠)

ترجمہ: وہ کس چیز کے بارے میں سوال کررہے ہیں، اس بڑی خبر کے متعلق، جس کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے، یقیناً ان کو معلوم ہو جائے گا، پھر ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے، یقیناً ان کو معلوم ہو جائے گا، کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا، اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح نہیں گاڑ دیا، اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا، اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا، اور رات کو لباس بنایا، اور دن کو معاش کا وقت بنایا، اور ہم نے تم پر سات مضبوط

آسمان بنا دیئے ، اور ہم نے روشن چراغ بنایا، اور بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا، تاکہ اس کے ذریعہ غلہ اور پودے اگائیں، اور گھنے باغات بھی۔

بے شک فیصلہ کا دن ایک متعین وقت ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ آؤ گے، اور آسمان کھول دیا جائے گا تو دروازے ہی دروازے ہوں گے، اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جائیں گے تو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے، بے شک جہنم گھات میں لگی ہے، سرکشوں کا ٹھکانہ ہے، جس میں وہ مدتوں رہیں گے، جس میں وہ نہ ٹھنڈے پانی کا مزا چکھیں گے اور نہ کسی مشروب کا، سوائے گرم پانی اور پیپ کے، یہ پورا پورا بدلہ ہے، وہ آخرت کے حساب کا ڈر نہیں رکھتے تھے، اور ہماری نشانیوں کو خوب جھٹلایا، ہم نے ہر چیز کو لکھ کر محفوظ کر لیا ہے، تو اب عذاب کا مزا چکھو، ہم تمہارے عذاب ہی کو بڑھائیں گے۔

یقیناً متقیوں کے لئے بڑی کامیابی ہے ، باغات ہیں ، انگور ہیں ، نوجوان ہم عمر لڑکیاں ہیں، اور چھلکتے جام ہیں، وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ ، یہ بدلہ ہوگا تمہارے پروردگار کی طرف سے بھرپور بخشش وعطا، جو آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی مخلوقات کا رب ہے، کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ اس کے خلاف بول سکے، جس دن جبرئیل اور فرشتے قطار بنا کر کھڑے ہوں گے، کوئی بول نہیں سکے گا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے، اور

وہ بھی صحیح بات کہے، وہ یقینی دن ہے، تو جو چاہے اپنے پروردگار کے پاس اپنا ٹھکانہ بنالے، ہم نے تم کو ایک ایسے عذاب سے ڈرایا ہے جو نزدیک آنے والا ہے، اس دن ہر شخص دیکھ لے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے، اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو گیا ہوتا۔

تفسیر:

یہ سورت قیامت کے ثبوت، اس کے مناظر، اس کا انکار کرنے والوں کے بدلے اور اہل تقوی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کئے جانے انعامات پر مشتمل ہے، قیامت کا موضوع مشرکین عرب کے یہاں مختلف فیہ رہا ہے، کوئی اس کے آنے کا عقیدہ رکھتا تھا تو کوئی اس کا انکار کرتا تھا، تو کوئی شک میں تھا، تو کوئی کہتا کہ روح کو عذاب ہوگا، جسم سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا، وہاں بتوں کو سفارشی بنانے کا عقیدہ بھی پایا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے زور دے کر فرمایا کہ قیامت آکر رہے گی ، پھر اللہ تعالیٰ نے دلیل کے طور پر فرمایا کہ جب اللہ نے زمین کو فرش بنایا، اور پہاڑوں کے ذریعہ اس کو جمایا، اور انسانوں کا جوڑا بنایا مرد و عورت کی شکل میں، اور اسی نے نیند عطا کی ، رات و دن کا نظام قائم فرمایا، سات مضبوط آسمان بنائے ، چمکتا سورج بنایا، اور بادلوں سے پانی اتارا، جس سے پیڑ، پودے اور گھنے باغات وجود میں آتے ہیں، تو پھر قیامت کے برپا کرنے میں کیا

چیز مانع ہے۔یعنی قیامت آ کر رہے گی۔

قیامت کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور میں پھونک مارنے سے پورا نظام عالم تہہ و بالا ہو جائے گا، پھر صور پھونکا جائے گا تو لوگ محشر کی طرف رواں دواں ہوں گے، کافر، مسلمان، منافق الگ الگ گروہوں میں، آسمان کھول دیا جائے گا، پہاڑ بھی ریت کی طرح ہوں گے، جہنم سرکشوں کی تاک میں ہوگی، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور ان کے رہنے کے مراحل ہوں گے، ان کی خوراک گرم پانی اور پیپ ہوگی، اور یہ ان کے کفر وشرک کا پورا پورا بدلہ ہوگا، وہ قیامت کو بھی نہیں مانتے تھے، اور اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے تھے، اللہ تعالیٰ اس دن فرمائیں گے: اپنے کیئے کا مزا چکھو۔

آخرت میں اصل کامیابی تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کو ملے گی، گھنے باغات، بطور خاص انگور کے، نوجوان کنواری لڑکیاں، لبالب جام، اہل تقویٰ وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ، وہاں اللہ تعالیٰ نے انعام کا بھرپور انتظام کیا ہے، کسی کو اللہ کے سامنے بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی، تمام روحیں، خاص طور سے روح امین (جبرئیل اور عام فرشتے اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

یہ قیامت یقینی اور حقیقی دن ہوگا، تو جو شخص اپنے رب کے احکامات پر عمل

کرے گا، اس کا ٹھکانہ اس کے رب کے پاس ہوگا، اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن سے لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آکر رہے گی، اس دن ہر انسان اپنے کیئے کا بدلہ پائے گا، اور کافر تو مارے خوف و دہشت کے کہے گا کہ کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن تمام مخلوقات یہاں تک کہ جانور، چرند، پرند سب کو جمع کیا جائے گا، بغیر سینگ کی بکری کا بدلہ سینگ کی بکری سے لیا جائے گا، جس نے دنیا میں اسے مارا ہوگا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم خاک ہو جاؤ، اس وقت کافر یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی ان جانوروں کی طرح خاک بن جاتا۔

●●●